قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر۔ابو سعید
Online Edition
منگل 15 فروری 2022ء | 13 رجب 1443 ہجری قمری | 15 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:39

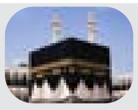

ارشاد باری تعالیٰ

وَابۡتَلُوا الۡیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّکَاحَ ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ اَمۡوَالَہُمۡ ۚ وَلَا تَاۡکُلُوۡہَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ یَّکۡبَرُوۡا ؕ وَمَنۡ کَانَ غَنِیًّا فَلۡیَسۡتَعۡفِفۡ ۚ وَمَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ
(النساء: 7)

ترجمہ: اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح (کی عمر) کو پہنچ جائیں۔ پس اگر تم ان میں عقل (کے آثار) محسوس کرو تو ان کے اموال ان کو واپس کر دو۔ اور اس ڈر سے اسراف اور تیزی کے ساتھ ان کو نہ کھاؤ کہ کہیں وہ بڑے نہ ہو جائیں۔ اور جو امیر ہو، تو چاہئے کہ وہ (ان کا مال کھانے سے) کُلّی احتراز کرے۔ ہاں جو غریب ہو تو وہ مناسب طریق پر کھائے۔

فرمانِ رسول ﷺ

عمرو بن شعیب اپنے دادا کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے پاس مال نہیں ہے مگر ایک یتیم کا کفیل ہوں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے زیرِ کفالت یتیم کے مال سے صرف اسی قدر کھاؤ کہ نہ اسراف ہو، نہ فضول خرچی ہو۔ اسی طرح یہ بھی نہ ہو کہ اس کے مال کو خرچ کرکے اپنا مال بچاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث: 6747 مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

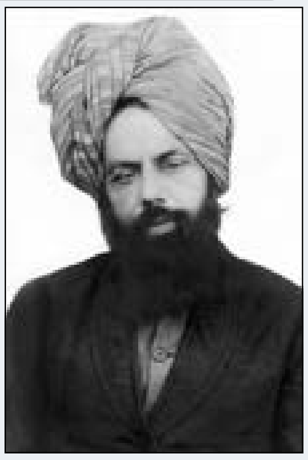

اس مال سے میں بقدر ضرورت ان کے کھانے اور پہننے کے لئے دے دیا کرو۔ اور ان کو اچھی باتیں قولِ معروف کی کہتے رہو۔ یعنی ایسی باتیں جن سے ان کی عقل اور تمیز بڑھے اور ایک طور سے ان کے مناسبِ حال ان کی تربیت ہو جائے اور جاہل اور ناتجربہ کار نہ رہیں۔ اگر وہ تاجر کے بیٹے ہیں تو تجارت کے طریقے ان کو سکھلاؤ اور اگر کوئی اور پیشہ رکھتے ہوں تو اس پیشہ کے مناسبِ حال ان کو پختہ کر دو۔ غرض ساتھ ساتھ ان کو تعلیم دیتے جاؤ اور اپنی تعلیم کا وقتاً فوقتاً امتحان بھی کرتے جاؤ کہ جو کچھ تم نے سکھلایا انہوں نے سمجھا بھی ہے یا نہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 346)

فرمان خلیفہ وقت

پس چاہے کوئی انفرادی طور پر کسی یتیم کا نگران ہے یا جماعت کسی یتیم کی نگرانی کر رہی ہے اس کی تعلیم و تربیت کا مکمل جائزہ اور دوسرے معاملات میں اس کی تمام تر نگرانی کی ذمہ داری ان کے نگرانوں پر ہے۔ اور پھر یہ جائزہ اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ نکاح کی عمر تک نہ پہنچ جائیں۔ یعنی ایک بالغ ہونے کی عمر تک نہ پہنچ جائیں۔ ایک بالغ اپنے اچھے اور بُرے ہونے کی تمیز کر سکتا ہے۔ اگر بچپن کی اچھی تربیت ہو گی تو اس عمر میں وہ معاشرے کا ایک بہترین حصہ بن سکتا ہے۔ لیکن یہاں بھی دیکھیں کہ کتنی گہرائی سے ایک اور سوال کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ صرف بالغ ہونا کسی کو اس قابل نہیں بنا دیتا کہ اگر اس کے ماں باپ نے کوئی جائیداد چھوڑی ہے تو اس کو صحیح طور پر سنبھال بھی سکے۔ یہاں عاقل ہونا بھی شرط ہے یعنی ذمہ داری کا احساس اور اس دولت کے صحیح استعمال کا فہم ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لئے فرمایا کہ ان کی عقل کا جائزہ بھی لو۔

(خطبہ جمعہ 26/ فروری 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- آج ہر ملک سے آتی ہے ندائے احمدؐ (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- قرآنی انبیاء
- محبتوں میں پلے بڑھے انسان کی کہانی، اپنی ہی زبانی

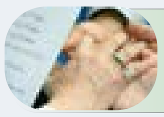

دربارِ خلافت

مَیں نے جو مہدی کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن کے چہرے سے نور کی شعائیں نکل رہی ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج بھی میں اُس پاک گروہ کے چند افراد کی خوابوں اور واقعات کا ذکر کروں گا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ پایا اور اُن آخرین میں شامل ہوئے جو پہلوں سے ملائے گئے۔ یہ ہر واقعہ جہاں ان صحابہ کی پاک باطنی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار ہے، وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بھی ثبوت ہے۔

پہلی روایت حضرت ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحبؓ کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور کے وصال کے چند سال بعد میں نے خواب میں آپ اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مکان میں دیکھا جبکہ یہ مکران بلوچستان میں تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے دیکھا کہ سب نہایت خوش وخرم تھے۔ دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو آپ نے (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، یہ انہی کو جانتے تھے) فرمایا کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ دوبارہ دریافت فرمایا کہ یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ بیان کرنے والے فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنا سر کچھ ندامت سے نیچے کر کے پھر جو دیکھا تو تینوں حسینان غائب تھے۔ شکل مبارک میں رسولِ کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتے جلتے دیکھا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ ثبوت دیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ کے طور پر آئے ہیں)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایاتِ صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 91۔ روایات حضرت ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحبؓ)

پھر حضرت میاں غلام حسن صاحب بھٹیؓ کی روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مَیں فتاپور (فتح پور) تعلیم حاصل کرتا تھا، پھر دو تین سال کے بعد میرے دوست میاں لال دین آرائیں جو ایک مخلص اور نیک اور راست گو آدمی تھے، انہیں رات کو خواب میں آیا کہ مَیں (یعنی وہ، میاں لال دین صاحب) جناب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا ہوں۔ حاضر ہونے پر مَیں نے حضور کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ عرض کیا۔ حضور نے وعلیکم السلام فرما کر فوراً فرمایا کہ میاں لال دین! آ گئے ہو؟ تو مَیں نے عرض کیا جی ہاں آ گیا ہوں۔ حضور ایک کرسی پر رونق افروز تھے اور آپ کی دائیں طرف ایک کرسی پر ایک اور شخص بیٹھا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ میاں لال دین! تو نے اس آدمی کو پہچانا ہے؟ یہ مہدی ہے۔ اُسے پہچان لے۔ مَیں نے عرض کیا جناب مَیں نے پہچان لیا ہے۔ کہتے ہیں، میاں لال دین صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ مَیں نے جو مہدی کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُن کے چہرے سے نور کی شعائیں نکل رہی ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے دیکھنے پر اُن کی طبیعت (یعنی میاں لال دین صاحب کی طبیعت) فوراً خدا تعالیٰ کی طرف جھک گئی اور بال بچوں کو نماز کی تلقین شروع کی۔ خود مسجد میں زیادہ جاتے۔ لوگوں نے اُنہیں دیوانہ تصور کیا اور دیوانگی کا علاج کرنے لگے۔ مولوی سلطان حامد صاحب احمدی مرحوم ایک زبردست حکیم تھے۔ انہوں نے جب یہ خواب سنی تو فوراً قادیان کی طرف روانہ ہو پڑے۔ اُس وقت مہدی کی آمد کی مشہوری تھی۔ مولوی صاحب کی روانگی

بقیہ صفحہ 4 پر

آج ہر ملک سے آتی ہے ندائے احمد برؑ

آج ہر ملک سے آتی ہے ندائے احمد برؑ
جوق در جوق صدا، ہم ہیں فدائے احمد برؑ

آج ہم سے ہے فقط امن کا برپا ہونا
احمدیت پہ ہے شفقت کی ردائے احمد برؑ

ہے محبت ہی محبت، نہیں نفرت کچھ بھی
ہر طرف پھیل رہی ہے یہ صدائے احمد برؑ

صرف اسلام ہے اب امن کا رہبر جگ میں
بات قرآن کی دنیا کو سنائے احمد برؑ

اب فقط ظلم کا پہرہ ہے جہاں میں ہر سُو
امن چاہو تو چلو سوئے سرائے احمد برؑ

ہر طرف عدل کی دعوت کا کرے پرچار
خوابِ غفلت سے مسلماں کو جگائے احمد برؑ

آج جو عاملِ قرآں ہے وہ پائے گا فلاح
لو تمہیں طور تسلی کا بتائے احمد برؑ

عدل و انصاف بنا امن نہیں ہے ممکن
قریہ قریہ یہی آواز لگائے احمد برؑ

نور احمد ثاقب۔ برکینافاسو

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ إِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِی ظُلْمًا کَثِیرًا، وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِی مَغْفِرَۃً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِی، إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِیمُ

(صحیح بخاری کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ الدُّعَاءِ فِی الصَّلَاۃِ حدیث: 6326)

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف نہیں کرتا پس میری مغفرت کر، ایسی مغفرت جو تیرے پاس سے ہو اور مجھ پر رحم کر بلاشبہ تو بڑا مغفرت کرنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔

یہ سید و مولیٰ، مقدس الانبیاء، مطہر الانبیاء پیارے رسولِ کریم ﷺ کی بخشش ورحم کی جامع دعا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا دعا پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 32

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

مکاشفات اور الہامات کے ابواب کے کھلنے کے واسطے جلدی نہ کرنی چاہئے اگر تمام عمر بھی کشوف اور الہامات نہ ہوں تو گھبرانا نہ چاہئے اگر یہ معلوم کر لو کہ تم میں ایک عاشقِ صادق کی سی محبت ہے جس طرح وہ اس کے ہجر میں اس کے فراق میں بھوکا مرتا ہے پیاس سہتا ہے نہ کھانے کی ہوش ہے نہ پانی کی پروا، نہ اپنے تن بدن کی کچھ خبر۔اسی طرح تم بھی خدا کی محبت میں ایسے محو ہو جاؤ کہ تمہارا وجود ہی درمیان سے گم ہو جاوے۔ پھر اگر ایسے تعلق میں انسان مر بھی جاوے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ہمیں تو ذاتی محبت سے کام ہے، نہ کشوف سے غرض نہ الہام کی پروا۔ دیکھو جس طرح ایک شرابی شراب کے جام کے جام پیتا ہے اور لذت اٹھاتا ہے۔ اسی طرح تم اس کی ذاتی محبت کے جام بھر بھر کر پیو۔ جس طرح وہ دریا نوش ہوتا ہے اسی طرح تم بھی کبھی سیر نہ ہونے والے بنو جب تک انسان اس امر کو محسوس نہ کرلے کہ میں محبت کے ایسے درجہ کو پہنچ گیا ہوں کہ اب عاشق کہلا سکوں تب تک پیچھے ہرگز نہ ہٹے۔ قدم آگے ہی آگے رکھتا جاوے اور اُس جام کو منہ سے نہ ہٹائے۔ اپنے آپ کو اس کے لیے بیقرار و شیدا و مضطرب بنالو۔ اگر اس درجہ تک نہیں پہنچے تو کوڑی کے کام کے نہیں۔ ایسی محبت ہو کہ خدا کی محبت کے مقابل پر کسی چیز کی پرواہ نہ ہو۔ نہ کسی قسم کی طمع کے مطیع بنو اور نہ کسی قسم کے خوف کا تمہیں خوف ہو چنانچہ کسی کا شعر ہے کہ

آنکہ ترا شناخت جاں را چہ کُند
فرزند و عیال و خانماں را چہ کُند
دیوانہ کنی و دو جہانش بخشی
دیوانہ تو دو جہاں را چہ کُند

میں تو اگر اپنے فرزند کا ذکر کرتا ہوں تو نہ اپنی طرف سے بلکہ مجھے تو مجبوراً کرنا پڑتا ہے۔ کیا کروں اگر اس کے انعامات کا ذکر نہ کروں تو گنہگار ٹھہروں۔ چنانچہ ہر لڑکے کی پہلے اُسی نے خود اپنی طرف سے بشارت دی۔ اب میں کیا کروں۔غرض انسان کا اصل مدعا صرف یہی چاہئے کہ کسی طرح خدا کی رضا مل جاوے۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

مدارِ نجات صرف یہی امر ہے کہ سچا تقویٰ اور خدا کی خوشنودی اور خالق کی عبادت کا حق ادا کیا جاوے۔ الہامات و مکاشفات کی خواہش کرنا کمزوری ہے۔مرنے کے وقت جو چیز انسان کو لذت دِہ ہوگی وہ صرف خدا تعالیٰ کی محبت اور اس سے صفائی معاملہ اور آگے بھیجے ہوئے اعمال ہوں گے جو ایمان صادق اور ذاتی محبت سے صادر ہوئے ہوئے ہوں گے مَنۡ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔

اصل میں جو عاشق ہوتا ہے۔ آخر کار ترقی کرتے کرتے وہ معشوق بن جاتا ہے کیونکہ جب کوئی کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی توجہ بھی اس کی طرف پھرتی ہے اور آخر کار ہوتے ہوتے کشش سے وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور عاشق معشوق کا معشوق بن جاتا ہے۔ جب جسمانی اور مجازی عشق و محبت کا یہ حال ہے کہ ایک معشوق اپنے عاشق کا عاشق بن جاتا ہے تو کیا روحانی رنگ میں جو اس سے زیادہ کامل ہے ایسا ممکن نہیں کہ جو خدا سے محبت کرنے والا ہو آخر کار خدا اس سے محبت کرنے لگے اور وہ خدا کا محبوب بن جاوے۔ مجازی معشوقوں میں تو ممکن ہے کہ معشوق کو اپنے عاشق کی محبت کا پتہ نہ لگے مگر وہ خدا تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے اس سے انسان مظہر کرامات الٰہی اور مورد عنایات ایزدی ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی چادر میں مخفی ہو جاتا ہے۔ ان مکاشفات اور رؤیا اور الہامات کی طرف سے توجہ پھیر لو اور ان امور کی طرف تم، خود بخود جرأت کر کے درخواست نہ کرو ایسا نہ ہو کہ جلد بازی کرنے والے ٹھہرو۔ اکثر لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ ہمیں کوئی ایسا ورد وظیفہ بتا دو کہ جس سے ہمیں الہامات اور مکاشفات ہونے شروع ہو جاویں، مگر میں ان کو کہتا ہوں کہ ایسا کرنے سے انسان مشرک بن جاتا ہے شرک یہی نہیں کہ بتوں کی پوجا کی جاوے بلکہ یہ سخت شرک اور بڑا مشکل مرحلہ تو نفس کے بت کو توڑنا ہوتا ہے۔ تم ذاتی محبت خریدو اور اپنے اندر وہ قلق وہ سوزش وہ گداز وہ رقت پیدا کرو جو ایک عاشق صادق کے اندر ہوتی ہے۔ دیکھو کمزور ایمان جو طمع یا خوف کے سہارہ پر کھڑا ہو وہ کام نہیں آتا۔ بہشت کی طمع یا دوزخ کا خوف وغیرہ امور پر اپنے ایمان کا تکیہ نہ لگاؤ بھلا کبھی کسی نے کوئی عاشق دیکھا ہے کہ وہ معشوق سے کہتا ہو کہ میں تو تجھ پر اس واسطے عاشق ہوں کہ تو مجھے اتنا روپیہ یا فلاں شے دیدے، ہرگز نہیں۔ دیکھو ایسی طبعی محبت پیدا کرلو جیسے ایک ماں کو اپنے بچہ سے ہوتی ہے۔ ماں کو نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کیوں بچہ سے محبت کرتی ہے۔ اس میں ایک طبعی کشش اور ذاتی محبت ہوتی ہے۔

دیکھو اگر کسی ماں کا بچہ گم ہو جاوے اور رات کا وقت ہو تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ جوں جوں رات زیادہ ہوگی اور اندھیرا بڑھتا جاوے گا اس کی حالت دگرگوں ہوتی جاوے گی گویا زندہ ہی مرگئی ہے مگر جب اچانک سے اس کا فرزند مل جاوے تو اس کی وہ حالت کیسی ہوتی ہے۔ ذرا مقابلہ کر کے تو دیکھو، پس صرف ایسی محبت ذاتی اور کامل ایمان سے ہی انسان دارالامان میں پہنچ سکتا ہے۔ سارے رسول خدا تعالیٰ کو اس لیے پیارے نہ تھے کہ ان کو الہامات ہوتے ہیں ان کے واسطے مکاشفات کے دروازے کھولے گئے ہیں، نہیں بلکہ ان کی ذاتی محبت کی وجہ سے وہ ترقی کرتے کرتے خدا کے معشوق اور محبوب بن گئے تھے۔ اسی واسطے کہتے ہیں کہ نبی کی نبوت سے اس کی ولایت افضل ہے۔

اسی لیے ہم نے اپنی جماعت کو بارہا تاکید کی ہے کہ تم کسی چیز کی ہوس نہ رکھو۔ پاک دل اور بے طمع ہو کر خدا کی محبت ذاتی میں ترقی کرو۔ جب تک ذاتی محبت نہیں تب تک کچھ بھی نہیں۔ مگر جو کہتے ہیں کہ ہم کو خدا سے ذاتی محبت ہے اور اس کے نشان ان میں نہیں پائے جاتے یہ ان کا دعویٰ غلط ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ایک مجازی عاشق میں تو عشق کے آثار اور نشانات کھلے کھلے پائے جائیں بلکہ کہتے ہیں کہ عشق چھپائے سے چھپ نہیں سکتا تو کیا وجہ کہ روحانی عشق پوشیدہ رہ جائے۔ اس کے کچھ نشان ظاہر نہ ہوں۔ دھوکا کھاتے ہیں ایسے لوگ ان میں محبت ہی نہیں ہوتی۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 272-275، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

تمہارا دین اسلام ہے اسلام کے معنے ہیں خدا کے آگے گردن رکھ دینا۔ جس طرح ایک بکرا ذبح کرنے کی خاطر منہ کے بل لٹایا جاتا ہے۔ اسی طرح تم بھی خدا کے احکام کی بجا آوری میں بے چون و چرا گردن رکھ دو۔ جب تک کامل طور سے تم اپنے ارادوں سے خالی اور نفسانی ہوا و ہوس سے پاک نہ ہو جاؤ گے تب تک تمہارا اسلام اسلام نہیں ہے۔ بہت ہیں کہ ہماری ان باتوں کو قصہ کہانی جانتے ہوں گے اور ٹھٹھے اور ہنسی سے ان کا ذکر کرتے ہوں گے مگر یاد رکھو کہ یہ اب آخری دن ہیں۔ خدا تعالیٰ فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ لوگ بے حیائی، حیلہ بازی اور نفس پرستی میں حد سے زیادہ گزرے جاتے ہیں۔ خدا کے عظمت و جلال اور توحید کا ان کے دلوں میں ذرا بھی خیال نہیں گویا ناستک مت ہو گئے ہیں۔ کوئی کام بھی ان کا خدا کے لیے نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 326-327، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

نفس کے ہم پر حقوق

انسان کو چاہئے کہ ساری کمندوں کو جلادے اور صرف محبت الٰہی ہی کی کمند کو باقی رہنے دے۔ خدا نے بہت سے نمونے پیش کئے ہیں آدم سے لے کر نوح و ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کل انبیاء اسی نمونہ کی خاطر ہی تو اس نے بھیجے ہیں تا لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں۔ جس طرح وہ خدا تک پہنچے اسی طرح اور بھی کوشش کریں سچ ہے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔

یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اعمال سے ساری جماعت کو بدنام کرو۔

شیخ سعدی صاحب فرماتے ہیں:

بد نام کنندہ نکونامے چند

بلکہ ایسے بنو کہ تا تم پر خدا کی برکات اور اس کی رحمت کے آثار نازل ہوں۔ وہ عمروں کو بڑھا بھی سکتا ہے مگر ایک وہ شخص جس کا عمر پانے سے مقصد صرف ورلی دنیا ہی کے لذائذ اور حظوظ ہیں اس کی عمر کیا فائدہ بخش ہوسکتی ہے؟ اس میں تو خدا کا حصہ کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنی عمر کا مقصد صرف عمدہ کھانے کھانے اور نیند بھر کے سونے اور بیوی بچوں اور عمدہ مکان

کے یا گھوڑے وغیرہ رکھنے یا عمدہ باغات یا فصل پر ہی ختم کرتا ہے۔ وہ تو صرف اپنے پیٹ کا بندہ اور شکم کا عابد ہے۔ اس نے تو اپنا مقصد ومطلوب اورمعبود صرف خواہشات نفسانی اور لذائذ حیوانی ہی بنایا ہوا ہے۔ مگر خدا نے انسان کے سلسلہ پیدائش کی علت غائی صرف اپنی عبادت رکھی ہے وَ مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57)۔ پس حصر کر دیا ہے کہ صرف عبادت الٰہی مقصد ہونا چاہئے اور صرف اسی غرض کے لیے یہ سارا کارخانہ بنایا گیا ہے برخلاف اس کے اور ہی اور ارادے، اور اور ہی اور خواہشات ہیں۔

بھلا سوچو تو سہی کہ ایک شخص ایک شخص کو بھیجتا ہے کہ میرے باغ کی حفاظت کر۔ اس کی آب پاشی اور شاخ تراشی سے اسے عمدہ طور کا بنا اور عمدہ عمدہ پھول بیل بوٹے لگا کہ وہ ہرا بھرا ہو جاوے۔ شاداب اور سرسبز ہو جاوے مگر بجائے اس کے وہ شخص آتے ہی جتنے عمدہ عمدہ پھل پھول اس میں لگے ہوئے تھے ان کو کاٹ کر ضائع کر دے یا اپنے ذاتی مفاد کے لیے فروخت کر لے اور ناجائز دست اندازی سے باغ کو ویران کر دے تو بتاؤ کہ وہ مالک جب آوے گا تو اس سے کیسا سلوک کرے گا؟

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 334-335، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

چند احباب نے بیعت کی تھی اس پر ان کو چند کلمات بطور نصیحت فرمائے:

پانچوں نمازیں عمدہ طرح سے پڑھا کرو۔ روزہ صدق سے رکھو اور اگر صاحب توفیق ہو تو زکوٰۃ، حج وغیرہ اعمال میں بھی کمربستہ رہو۔ اور ہر قسم کے گناہ سے اور شرک اور بدعت سے بیزار رہو۔ اصل میں گناہ کی شناخت کے اصول صرف دو ہی ہیں۔

اوّل۔حق اللہ کی بجا آوری میں کمی یا کوتاہی۔ دوم۔حق العباد کا خیال نہ کرنا۔

اصل اصول عبادت بھی یہی ہیں کہ ان دونو حقوں کی محافظت کما حقہ کی جاوے اور گناہ بھی انہیں میں کوتاہی کرنے کا نام ہے اپنے عہد پر قائم رہو اور جو الفاظ اس وقت تم نے میرے ہاتھ پر بطور اقرار زبان سے نکالے ہیں۔ ان پر مرتے دم تک قائم رہو۔ انسان بعض اوقات دھوکا کھاتا ہے وہ جانتا ہے کہ میں نے اپنے لیے توبہ کا درخت بو لیا ہے اب اس کے پھل کی امید رکھتا ہے یا ایمان میں نے حاصل کر لیا ہے۔ اس کے اب نتائج مترتب ہونے کا منتظر ہوتا ہے مگر اصل میں وہ خدا کے نزدیک نہ تائب اور نہ سچا مومن۔ کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی اور منظوری کی حد تک نہ پہنچی ہوئی ہو وہ چیز اس کی نظر میں ردی اور حقیر ہوتی ہے۔ اس کی کوئی قدر و قیمت خدا کے نزدیک نہیں ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک انسان جب کسی چیز کے خریدنے کا ارادہ کرتا ہے جب تک کوئی چیز اس کی پسندیدگی میں نہ آوے تب تک اس کی نظر میں ایک ردی محض اور بے قیمت ہوتی ہے۔ تو جب انسان کا یہ حال ہے تو خدا تو قدوس اور پاک اور بے لوث ہستی ہے۔ وہ ایسی ردی چیز کو اپنی جناب میں کب منظور کرنے لگا؟

دیکھو یہ دن ابتلاء کے دن ہیں وبائیں ہیں قحط ہے غرض اس وقت خدا کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ ایسے وقت میں اپنے آپ کو دھوکا مت دو اور صاف دل سے اپنی کوئی پناہ بنالو۔

یہ بیعت اور توبہ اس وقت فائدہ دیتی ہے جب انسان صدق دل اور اخلاص نیت سے اس پر قائم اور کاربند بھی ہو جاوے۔ خدا خشک لفاظی سے جو حلق کے نیچے نہیں جاتی ہرگز ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے۔ جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبت سے بھرا ہوا ہے وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانکتا ہے نہ کہ ظاہری قیل و قال پر۔ جس کا دل ہر قسم کے گند اور ناپاکی سے معرا اور مبرا پایا جاتا ہے اس میں آ اترتا ہے اور اپنا گھر بناتا ہے مگر جس دل میں کوئی کسی قسم کا بھی رخنہ یا ناپاکی ہے اس کو لعنتی بناتا ہے۔

دیکھو جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے۔ کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بجھا سکتے ہو؟

کیا تم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات حاصل کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی سی توبہ یا کبھی کسی ٹوٹی پھوٹی نماز یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔ روحانی حالت کے سنوارنے اور اس باغ کے پھل کھانے سے بھی تم کو چاہئے کہ اس باغ کو بھی وقت پر خدا کی جناب میں نمازیں ادا کر کے اپنی آنکھوں کا پانی پہنچاؤ اور اعمال صالحہ کے پانی کی نہر سے اس باغ کو سیراب کرو تا وہ ہرا بھرا ہو اور پھلے پھولے اور اس قابل ہو سکے کہ تم اس سے پھل کھاؤ۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 330-331، سن اشاعت 2016ء مطبوعہ لندن)

(ترتیب و کمپوزڈ: عنبرین نعیم)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

پر میاں لال دین نے اُن کو فرمایا کہ حضرت صاحب سے میرے لئے بھی دعا طلب فرماویں۔ جب مولوی صاحب مذکور بیعت کر کے واپس آئے (یعنی مولوی سلطان حامد صاحب) تو میاں لال دین نے اُن سے دریافت فرمایا کہ میرے لئے دعا آپ نے حضرت صاحب سے منگوائی تھی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ بھائی میں بھول گیا ہوں۔ میاں لال دین صاحب نے فرمایا کہ اچھا آپ قادیان سے ہو آئے ہیں لیکن مَیں نہیں گیا، آپ مجھ سے قادیان کا حال دریافت فرمالیویں۔ (یعنی گو مَیں گیا تو نہیں لیکن مَیں نے خواب میں جو نظارے دیکھے ہیں، وہ سارا حال بیان کرسکتا ہوں۔) چنانچہ انہوں نے قادیان کا نقشہ خواب میں جو دیکھا تھا، خوب کھینچ دیا۔ مولوی صاحب متحیر ہو گئے۔ مولوی صاحب کی زبانی گفتگو سن کر (جو انہوں نے قادیان کے واقعات بیان کئے، یہ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ) ہم تین آدمی یعنی منشی کرم الٰہی گرداور (گرداور محکمہ مال کا ایک پٹواری اور گرداوری عملے کا کارکن ہوتا ہے جو کھیتوں میں فصلوں کی پیمائش وغیرہ اور جو لگان لگتا ہے اُس کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ بہرحال محکمہ مال کے ملازم کو جو گاؤں میں متعین ہوتا ہے اُس کو گرداور بھی کہتے ہیں۔ تو کہتے ہیں) منشی کرم الٰہی صاحب گرداور، میاں رمضان دین میانہ اور میں نے بیعت کے خط تحریر کر دیئے۔ (یہ وضاحت مَیں اس لئے بیان کر دیتا ہوں کہ بعض ترجمہ کرنے والے کہتے ہیں کہ ہمیں بعض باتوں کا پتہ نہیں لگتا) کہتے ہیں اس کے چند ماہ بعد میاں لال دین اور مَیں اور میاں محمد یار اور مراد باغبان (یعنی مراد نامی باغبان تھے)۔ چاروں نے مل کر قادیان جانے کا قصد کیا۔ ہم پیدل چل کر رات کو میاں چنوں کے سٹیشن پر پہنچے۔ پچھلی رات اُٹھ کر نفل پڑھے۔ پھر میاں لال دین نے رات کو خواب سنایا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ گدھے کے لے آنے کا کیا فائدہ ہے۔ (رات کو میاں لال دین نے خواب دیکھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ ''گدھے کو لے آنے کا کیا فائدہ ہے'') تو انہوں نے اصرار کیا (میاں لال دین صاحب نے اس بات پر پھر یہ اصرار کیا کہ) بھائی ہم میں سے کون ہے جو منافقانہ ایمان رکھتا ہے۔ (یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ گدھے کو لے کے آئے ہو، اس کا مطلب ہے کہ یقیناً ہم میں سے کوئی منافقانہ ایمان رکھنے والا ہے۔ فرداً فرداً انہوں نے ان چاروں میں سے ہر ایک سے پوچھا۔ تو مراد باغبان بولا (مراد نامی جو باغبان تھا، اُس نے کہا) کہ مَیں تیرے لئے آ رہا ہوں کہ تم اس جگہ ٹھہر نہ جاؤ، ورنہ مَیں بیعت تو نہیں کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ علیٰ ھذا القیاس۔ ہم گاڑی پر سوار ہو کر بٹالہ اتر کر میاں لال دین کی رہنمائی سے قادیان پہنچے۔ ہم قادیان میں بالا مسجد ٹھیک دوپہر کے وقت داخل ہوئے۔ کھانا کھانے کا وقت تھا، کپڑے وغیرہ ہم نے وہیں رکھے۔ (غالباً یہ مسجد مبارک کے اوپر کے حصہ کی بات کر رہے ہیں) کہتے ہیں کپڑے وغیرہ ہم نے وہیں رکھے۔ ایک شخص نے آواز دی کہ کھانا تیار ہے۔ سب بھائی آ جاؤ۔ ہم تقریباً اُس وقت دس بارہ آدمی تھے، اکٹھے ہو گئے۔ ایک شخص نے اُنہی میں سے ہم سے پوچھا کہ تمہارا گھر کس ضلع میں ہے۔ میاں لال دین نے جواب دیا کہ ملتان میں۔ اُس نے پھر پوچھا کہ تم کو کس طرح شوق ہوا کہ اس طرف آئے۔ میاں لال دین نے مذکورہ تمام خواب سنایا۔ اُس نے کہا کہ اب تم حضرت صاحب کو پہچان لو گے۔ تو میاں لال دین نے کہا کہ انشاء اللہ ضرور۔ چنانچہ نئے آدمی جو آتے جاتے رہے۔ وہ آدمی جو بھی ان کا میزبان تھا ان کو آزمانے کے لئے ان سے پوچھتا رہا کہ یہ ہیں مسیح موعود؟ تو میاں لال دین نے کہا کہ یہ نہیں ہیں۔ مختلف آدمیوں کے متعلق انہوں نے پوچھا کہ یہ ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں، یہ نہیں ہیں۔ کیونکہ میں نے خواب میں جو دیکھا وہ کچھ اور شخص تھا۔ لیکن جب حضرت صاحب نے طاقچی سے جھانک کر مسجد میں دیکھا، (جو تھوڑی سی کھڑکی تھی وہاں سے جھانک کر جب مسجد میں دیکھا) تو میاں لال دین نے فوراً کہا کہ وہ حضرت صاحب ہیں۔ وہی نور مجھے نظر آ گیا ہے جو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اُس آدمی نے کہا ٹھیک ہے، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد نمبر 12 صفحہ 92 تا 95۔ از روایات حضرت میاں غلام حسن صاحب بھٹیؓ)

(خطبہ جمعہ 11؍ جنوری 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء
بت شکن

قسط 4

ایک بزرگ نبی کے واقعات جو توحید کا قیام کرنا چاہتے تھے:

بتوں کی دکان میں داخل ہونے والا شخص کافی بوڑھا لگ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنی عمر کا ایک لمبا عرصہ گزارنے کے بعد اب تھکا تھکا سا اپنی بقیہ عمر پوری کر رہا ہو۔ دکان میں داخل ہونے کے بعد اس نے تفصیلی نگاہ سے دکان کا جائزہ لیا اور نوجوان دکاندار سے کہا میں ایک بت خریدنا چاہتا ہوں۔ نوجوان نے بوڑھے کی جانب دیکھا اور پوچھا آپ کون سا بت لیں گے؟ وہ جو سامنے پڑا ہے! بوڑھے نے ایک بت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جی بہت اچھا! نوجوان نے کہا اور مستعدی سے وہ بت لا کر بوڑھے کے سامنے رکھ دیا۔ یہ لیجئے جناب! یہ بت بالکل نیا ہے اور ابھی کل ہی بن کر آیا ہے۔ ویسے اگر آپ برا نہ منائیں آپ سے ایک بات کہوں۔ نوجوان نے بات آگے بڑھائی۔ ہاں ہاں برخوردار کیوں نہیں؟ کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ آپ کی عمر کتنی ہے؟ نوجوان نے ملائمت سے سوال کیا۔ میری عمر؟ بوڑھے نے گویا سوال کیا۔ میری عمر ہو گی یہی کوئی ستر سال کے لگ بھگ۔ ستر سال! نوجوان نے بوڑھے کی بات کو دہرایا۔ آپ کی عمر ستر سال ہے اور آپ اس بت کی عبادت کرنا چاہتے ہیں جو ابھی کل ہی بن کر آیا ہے۔ کیا یہ سب کچھ بہت عجیب نہیں ہے؟

نوجوان کی یہ بات سن کر بوڑھے گاہک کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ واقعی یہ بات تو اس نے کبھی سوچی ہی نہ تھی کہ وہ اتنے سالوں سے ان مٹی اور پتھر کے بنے ہوئے بتوں کے آگے کیوں سر جھکا رہا ہے۔ آج اس نوجوان دکاندار کی بات سن کر وہ دہل کر رہ گیا اور بت کو وہیں چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

نوجوان ابراہیم کو یہ بات کبھی بھی اچھی نہ لگی تھی کہ وہ بتوں کے آگے سر جھکائے۔ نہ اس نے خود کبھی ایسا کیا تھا اور نہ ہی لوگوں کے ان کاموں کو پسند کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آج جب اس کے والد نے اسے کچھ دیر کے لئے دکان پر بیٹھنے کو کہا تو بجائے بت بیچنے کے اس نے اس بوڑھے گاہک کو بتوں سے متنفر کر کے روانہ کر دیا تھا اور ابراہیم کو اس بات کی خوشی تھی کہ بوڑھے پر اس کی بات کا اثر ہے۔

پیارے ساتھیو! جانتے ہیں یہ ابراہیم کون تھے؟ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا تعالیٰ کے پیارے نبی، ابو الانبیاء اور خلیل اللہ تھے اور یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ بچپن سے ہی آپ کیسے عمدہ اور پکے توحید پرست تھے اور کیسی خوبصورت بحث کیا کرتے تھے۔ قرآن کریم نے بھی جا بجا آپ کے خوبصورت اور دلنشیں طرز استدلال کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کی بحث کا انداز بہت خوبصورت اور اعلیٰ درجہ کا ہوتا تھا۔

آپ عراق کے شہر ''اُور'' میں پیدا ہوئے اور آپ کے والد کا نام ''آزر'' تھا۔ آپ کی قوم بنیادی طور پر ستارہ پرست تھی۔ یعنی سورج، چاند، اور دیگر ستاروں کو خدا سمجھ کر ان کی عبادت کیا کرتی تھی اور انہیں آسمانی خداؤں کی نشانی کے طور پر زمین پر انہوں نے بت بھی بنا رکھے تھے بتوں کی عبادت کے لئے بڑے بڑے بت خانے موجود تھے جہاں بنا کر لوگ بتوں کے آگے سر جھکاتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کے والد آزر بھی بہت بڑے مشرک تھے وہ نہ صرف بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنا ایک ذاتی بت خانہ بھی بنا رکھا تھا اور بت فروخت بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کو اپنے والد کا یہ مشرکانہ طرز بالکل پسند نہ تھا اور آپ اکثر اپنے والد سے اس بارے میں بحث کیا کرتے تھے اور ایک روز تو آپ نے صاف صاف اپنے باپ کے سامنے اس کے معبودوں کی مخالفت کر دی۔ آپ نے اس سے کہا کہ اے والد! آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں، نہ دیکھتی ہیں اور نہ ہی ہماری کسی تکلیف کو دور کرنے پر قادر ہیں۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ایک خاص علم عطا کیا گیا ہے جو آپ لوگوں کو نہیں ملا۔ پس آپ یہ بت پرستی چھوڑ کر میرے پیچھے چلیں میں آپ کو سیدھا راستہ دکھاتا ہوں۔ اے میرے والد محترم! کیا آپ اس شیطان کی عبادت کریں گے جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس شیطانی دوستی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آپ کو کسی عذاب میں مبتلا کر دے۔

حضرت ابراہیمؑ کی یہ باتیں سننا تھیں کہ غصے کے مارے ان کے والد آپے سے باہر ہو گئے اور کہا کہ اے ابراہیم! تو کل کا بچہ میرے معبودوں اور خداؤں کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔ تجھے یہ ہمت کیسے ہوئی کہ باپ کو غلط اور خود

> ''حاکم وقت نے یہ فیصلہ کیا کہ بتوں کی بے حرمتی کرنے کے جرم میں اسے آگ میں زندہ جلا دیا جائے۔ چنانچہ ایک بہت بڑے احاطے میں آگ جلائی گئی اور اس عظیم شخص کو رسیوں سے باندھ کر اس آگ میں پھینک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو حکم دیا کہ میرے بندے کے لئے ٹھنڈی ہو جا اور وہ آگ آپ کے لئے ٹھنڈی ہو گئی۔''

کو صحیح کہہ رہا ہے۔ اپنی ان حرکتوں کو چھوڑ دے اور باز آ جا ورنہ میں تجھے اپنے خداؤں کی غیرت میں سنگسار کر دوں گا۔ ابراہیم علیہ السلام کے والد شدید غصے میں تھے اس لئے کہا کہ تو میری نظروں سے دور ہو جا ایسا نہ ہو کہ میں کوئی سخت قدم اٹھالوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت حلیم اور نرم مزاج تھے۔ آپ نے جب دیکھا کہ باپ بتوں کی حمایت نہیں چھوڑتا تو آپ نے گھر چھوڑنا مناسب سمجھا۔ آپ نے اپنے والد سے کہا کہ اے والد محترم! خدا کرے کہ آپ ہمیشہ سلامتی سے رہیں۔ آپ میرے والد ہیں۔ میرے لئے قابل احترام ہیں اس لئے میں آپ کے لئے دعائیں ضرور کرتا رہوں گا تاہم یہ میرے لئے بہت مشکل ہے کہ میں خدا کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر آپ کی پیروی کرنے لگ جاؤں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں آپ کی نگاہوں سے دور چلا جاؤں۔ آپ کے علاقے کو چھوڑ دوں اور اپنے خدائے واحد کی مرضی کے مطابق زندگی گزاروں۔ اس طرح نہ میں آپ کو دیکھ دیکھ کر غمگین ہوں گا اور نہ میری باتوں پر آپ کو غصہ آئے گا۔

چنانچہ آپ نے ہجرت کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ لیکن ابھی قوم کو تبلیغ کرنا باقی تھا اس لئے آپ نے اپنی قوم کو بھی بتوں کے خلاف کھلے عام تبلیغ کرنا شروع کر دی۔ آپ نے لوگوں کو بتایا کہ تم لوگ کھلی کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ خدارا اس گمراہی کو چھوڑ دو ایک خدا کی عبادت کرو لیکن قوم تھی کہ سننے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔

چنانچہ ایک روز آپ نے ان بتوں کی کمزوری ظاہر کرنے کے لئے ان کے بت خانے میں موجود تمام بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ صرف ایک بڑا بت باقی رہنے دیا تا کہ لوگوں کو بحث میں قائل کر سکیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی بتایا ہے کہ آپ کا طریق استدلال بہت خوبصورت تھا۔

بہرحال جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ بت خانے میں موجود ایک بت کے سوا تمام بتوں کو کوئی شخص توڑ گیا ہے تو وہ غصہ میں بھر گئے اور تحقیق کی جانے لگی کہ کس نے ایسا کیا ہے؟

اکثر لوگوں کو معلوم تھا کہ حضرت ابراہیمؑ بتوں کے مخالف ہیں۔ عین ممکن ہے کہ آپ نے یہ حرکت کی ہو۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا گیا اور پوچھا گیا کہ اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے بتوں کو پاش پاش کیا ہے؟ اگر تم نے ایسا کیا ہے تو بتاؤ تا کہ تمہیں اس کی سزا دی جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو پہلے ہی تبلیغ کے لئے موقع کی تلاش کر رہے تھے آپ نے جو اتنے بڑے مجمع کو اپنی طرف متوجہ پایا تو فرمایا تم مجھ سے کیوں پوچھتے ہو؟ جیسا کہ تمہارا عقیدہ ہے کہ یہ بت تمہارے خدا ہیں اور یہ بڑا بت تو نہیں ٹوٹا۔ یہ سلامت کھڑا ہے اس سے پوچھو کہ کس نے ان بتوں کو پاش پاش کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام درحقیقت ان سے ڈرتے نہ تھے ورنہ اگر آپ کو قوم کی مخالفت کا خوف ہوتا تو بتوں کو توڑنے کی ہمت ہی کیسے کرتے۔ آپ چاہتے یہ تھے کہ اس تدبیر سے قوم کو یہ بات سمجھائیں کہ دیکھو یہ بت جنہیں تم خدا بنائے بیٹھے ہو ان میں تو اتنی طاقت بھی نہیں کہ اپنے مجرم کا نام بتا سکیں۔ سو ایسا ہی ہوا۔ تمام قوم یک زبان ہو کر بولی کہ ابراہیم! کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ بت بولا نہیں کرتے۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا پھر تم ایسے بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی کے لئے فائدہ کا موجب ہیں۔ افسوس ہے تم پر اور تمہارے خداؤں پر۔

قوم یہ بات تو جان چکی تھی کہ حضرت ابراہیمؑ نے ہی بت توڑے ہیں اور نہ ہی آپ نے اس کا انکار کیا تھا۔ اس لئے انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ ابراہیم مجرم ہے۔ اسے آگ میں ڈالا جائے تا کہ ہم اپنے خداؤں کی رسوائی کا بدلہ لے سکیں۔ چنانچہ حاکم وقت کے سامنے معاملہ پیش ہوا جس کا نام روایات کے مطابق ''نمبر'' تھا۔ یہ بادشاہ خود بھی مشرک اور بت پرست تھا۔ اس لئے اس نے فوراً حکم جاری کر دیا جس پر بہت بڑے احاطے میں آگ جلائی گئی۔ لکڑیوں کو رکھ کر گویا ایک پہاڑی سی بنا دی اور پھر ان لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رسیوں سے باندھ کر اس آگ میں پھینک دیا گیا۔

پیارے ساتھیو! حضرت ابراہیم علیہ السلام کوئی عام انسان تو تھے نہیں کہ اس آگ میں جل کر راکھ ہو جاتے۔ آپ تو خدا تعالیٰ کے ایک نبی تھے اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہی آگ میں ڈالے گئے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو حکم دیا کہ

''اے آگ! میرے بندے ابراہیم کے لئے ٹھنڈی ہو جا۔''

چنانچہ معجزانہ طور پر آپ اس آگ میں پھینکے جانے کے باوجود سلامت رہے اور آگ آپ کو ذرا بھی نقصان نہ پہنچا سکی۔ یہ ایک بہت بڑا معجزہ تھا لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہی اور آپ کی بات نہ مانی۔ سو ان کی حالت دیکھ کر آپ نے ہجرت کا پختہ ارادہ کر لیا اور آپ فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیارے انبیاء میں سے ایک تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو اپنا دوست (خلیل اللہ) قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی نبوت عطا کی اور آپ کی اولاد میں نبوت کی اس نعمت کو جاری رکھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کے بیٹے تھے اور نبی بھی تھے۔ اس طرح آپ کے دوسرے بیٹے اسحاق علیہ السلام بھی خدا تعالیٰ کے نبی تھے اور نبیوں کا ایک لمبا سلسلہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں جاری رہا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے محروم نہ رکھا اور تمام نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفی ﷺ آپ کی نسل میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام توحید کے علمبردار تھے۔ قرآن کریم میں 22 مقامات پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے دنیا میں توحید کے قیام کے لئے جو کوششیں کیں وہ رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کو جبرون میں مکفیلہ کے غار میں دفن کیا گیا اور اب اس مقام کو آپ کی یاد میں ''الخلیل'' کہتے ہیں جو بیت المقدس (اسرائیل) کے نزدیک واقع ہے۔

سعید احمد رفیق۔مربی سلسلہ اِسلام آباد، یو کے

محبتوں میں پلے پوسے انسان کی کہانی،اپنی ہی زبانی

قسط (اول)

نوٹ از ایڈیٹر

خاکسار کو جب مکرم سعید احمد رفیق نے اپنی ڈائری بغرض اشاعت بھجوائی تو خاکسار نے اس ڈائری کو پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں رہنمائی کے لئے پیش کیا۔ دربارِ خلافت سے جو ہدایات اس میں ترمیم و اصلاح کے حوالہ سے موصول ہوئیں اس کے مطابق اسے ترتیب دے کر خاکسار نے ایک بار پھر اپنے آقا کے حضور ڈائری بذریعہ ڈاک پیش کی جس کے جواب میں حضور نے فرمایا ’’اگر آپ اسے شائع کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں‘‘

اب اسے اس غرض سے الفضل آن لائن کا حصہ بنایا جا رہا ہے کہ مربیان، مبلغین اور معلمین کو بھی ڈائری لکھنے کی طرف رغبت ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی مربیان ومبلغین کو ڈائری لکھنے کی ہدایت فرما رکھی ہے۔

موصوف نے اس ڈائری کو تیار کرنے میں بڑی محنت کی ہے اور قارئین کے لئے اپنی ڈائری میں دنیوی اور روحانی زندگی سے تعلق رکھنے والے اپنے مختلف واقعات اور حضور انور کے ارشادات کو یکجا کیا ہے۔مضمون کی طرز پر ان کی یہ ڈائری یقیناً ہر احمدی کے لئے بہت مفید ثابت ہوسکتی ہے۔ اس میں ’’میں‘‘ یا اپنی ہی تعریف کا عنصر نہیں پایا جاتا بلکہ خلافت سے محبت اور وفا کا رنگ جھلکتا ہے۔جس کی ایک مثال ڈائری کے شروع میں ہی درج ہے یعنی کہ

’’میں چاہتا ہوں کہ قارئین کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ انسان (حضور انور) جس نے مجھے یہ نصائح فرمائیں ہیں کوئی عام انسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا وہ انسان ہے جو اس نے خلیفہ بنا کر اپنا نور عطا فرمایا ہے۔‘‘

سعید رفیق صاحب نے حضور انور کے ارشادات اور واقعات کو درج کرنے سے پہلے عام طور پر ایک تمہید باندھی ہے جو حضور انور کے ارشاد تک climax اور interest پیدا کرتا ہے۔مثال کے طور پر انہوں نے حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کے بارہ میں حضور انور سے خط کے ذریعہ ایک سوال کیا تھا جس کا جواب حضور انور نے عنایت فرمایا۔ لیکن یہ سارا واقعہ لکھنے سے پہلے آپ نے بڑی اچھی اور دلچسپ تمہید باندھی ہے جس میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ درجہ ثالثہ میں جامعہ کے طلباء حدیث کا مضمون پڑھنا شروع کرتے ہیں۔ فلاں فلاں حدیث مجھے سمجھ نہیں آئی اس لئے حضور انور سے پوچھ لیا۔ اور پھر جس حدیث کے بارہ میں حضور انور سے سوال کیا اس حدیث کا ایک حصہ بھی ڈائری میں درج کیا۔ سیاق و سباق میں بھی اسلامی تاریخ اور دیگر معلومات درج کی ہیں۔ بڑا اچھا اور معلوماتی اور منفرد انداز اپنایا ہے۔

حضور انور نے بعض باتیں مکرم سعید احمد رفیق کے مزاج، شخصیت، ذوق اور ان کے علم کے مطابق کی ہیں، ان باتوں سے حضور انور کی مربیان اور واقفین زندگی سے شفقت اور محبت کا اظہار واضح ہوتا ہے۔

انسان کی زندگی میں کبھی کبھی ایسے لمحات بھی آتے ہیں جو پھر آ کر ٹھہر جاتے ہیں۔ کبھی اس کی ساری زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں۔

اور پھر وقت گزر جاتا ہے مگر وہ لمحے وہیں ٹھہر جاتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی کا آغاز یہیں سے ہوا تھا۔ اس سے پہلے کی زندگی تھی ہی نہیں۔صرف اور صرف ایک سراب تھا۔

میری زندگی کا آغاز بھی کچھ یوں ہی ہوا۔ زندگی کا یہ سفر اکتوبر 2007ء میں شروع ہوا، جب خاکسار نے جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ لے کر اپنی زندگی وقف کر دی۔ ایک ایسا شخص اس سفر کے آغاز میں مل گیا جس نے دنیوی زندگی کو روحانی اور اخلاقی زندگی بنا دیا۔ اندھیروں سے نکال کر دنیا کی روشنی دکھائی۔ دکھایا کہ انسان کی دنیا کتنی خوبصورت ہے۔

یہ واقعات اور نصائح جو میں آپکے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ایک امانت ہیں جس سے ہر قاری کو ضرور فائدہ پہنچے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ قارئین کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ انسان جس نے مجھے یہ نصائح فرمائیں کوئی عام انسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا وہ انسان ہے جس کو اس نے خلیفہ بنا کر اپنا نور عطا فرمایا۔

جب سے مجھے جامعہ احمدیہ میں داخلہ ملا، خاکسار کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ خلیفہ ٔوقت کی ہر بات کو محفوظ کرلیا جائے۔ لیکن بیت الفتوح میں لگنے والی آگ کے حادثہ میں خاکسار کی ڈائری ایم ٹی اے آرکائیو لائبریری میں پڑی رہ گئی اور بچ نہ سکی۔ عارضی طور پر تو بہت افسوس ہوا کہ مجھے اس کی ڈیجیٹل کاپی محفوظ کر لینی چاہیے تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنا فضل فرمایا کہ اس سے بڑھ کر کئی باتیں محفوظ کرنے کی توفیق ملی جو میں اب آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

18 فروری 2010ء بروز جمعرات
ایک بُری خواب

کچھ دن پہلے ایک بُرا خواب آیا تھا اور بہت گھبراہٹ تھی۔ خاکسار نے وہ خواب حضور انور کی خدمت میں لکھا اور جواب موصول ہوا:

’’آپ کا خط ملا۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایک منذر خواب دیکھنے کے بعد آپ کو بہت گھبراہٹ ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ لاحول پڑھا کریں

اور کچھ صدقہ دے دیں۔ اللہ فضل فرمائے۔ آمین۔‘‘

12 مئی 2012ء بروز ہفتہ
نبی اور خلیفہ بھی انسان ہی ہوتا ہے

جب ایک طالب علم جامعہ کے تیسرے سال میں پہنچ جاتا ہے تو حدیث کا مضمون بھی کورس میں شامل ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث نظر سے گزری لیکن ذہن اسی پر کھڑا رہ گیا۔ کوشش کرنے لگا کہ خود سے کوئی جواب مل جائے یا کسی نتیجہ پر پہنچ جاؤں لیکن سوچ گہرائی میں جاکر بیٹھ گئی۔ ایک لمبی حدیث ہے۔ اس کا ایک حصہ بیان کر دیتا ہوں۔

’’پھر جب قریش واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آ گیا اور مکہ میں مقیم رہا۔ لیکن جب مکہ بھی اسلامی سلطنت کے تحت آ گیا تو میں طائف چلا گیا۔ طائف والوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے کہا کہ انبیاء کسی پر زیادتی نہیں کرتے۔ (اس لیے تم مسلمان ہو جاؤ۔ اسلام قبول کرنے کے بعد تمہاری پچھلی تمام غلطیاں معاف ہو جائیں گی) چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور آپؐ نے مجھے دیکھا تو دریافت فرمایا، کیا تمہارا ہی نام وحشی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ہی نے حمزہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے عرض کیا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملے میں معلوم ہے وہی صحیح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ اپنی صورت مجھے کبھی نہ دکھاؤ؟ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے نکل گیا۔‘‘

(بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزہ)

یہ واقعہ خود ہی وحشی بیان کرتے ہیں۔ وحشی وہ انسان ہے جس نے جنگ احد کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے محبوب چچا حضرت حمزہؓ کو قتل کر دیا تھا۔ وحشی ایک غلام تھا اور اسکو لالچ دیا گیا تھا کہ اگر حضرت حمزہؓ کو قتل کر دے گا تو اسکو آزادی مل جائے گی۔ بہر حال فتح مکہ کے موقع پر وحشی نے آ کر بیعت کر لی تھی اور آنحضرت ﷺ نے اسکو پہچان بھی لیا تھا جس

کا اوپر حدیث میں ذکر ملتا ہے۔جس بات نے خاکسار کو سوچ میں ڈالا ہوا تھا وہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ نے وحشی کو دیکھنا ناپسند فرمایا جبکہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ایک نبی ایسا فرما رہا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں لکھا اور جواب موصول ہوا:

’’آپ کا خط ملا۔ آنحضرت ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کے بارہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس ارشاد کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کے بارہ میں یاد رکھیں کہ آپ بشر بھی تو تھے۔ باقی آئندہ جب موقعہ ملے گا تو اس بارہ میں زبانی بات کریں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذہن کو جلا بخشے اور علم و عمل میں برکت دے۔ آمین۔‘‘

مجھے حضور انور کے خط سے بہت تسلی ملی۔ ہاں کبھی کبھی ہم سب واقعی بھول جاتے ہیں کہ نبی اور خلیفہ بھی انسان ہی ہوتے ہیں۔ جب آنحضرت ﷺ سے بھی نشان نمائی کا مطالبہ کیا گیا تو ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں بتا دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کو اس دنیا میں سے چنتا ہے۔ اپنا محبوب بناتا ہے۔ ان سے باتیں کرتا ہے۔ لیکن بالآخر وہ انسان ہماری طرح کے ہی ہوتے ہیں۔ وہ ہمارے طرح کھاتے، پیتے، سوتے، جاگتے ہیں۔ لیکن وہ ہوتا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ ان کو بھی تھکاوٹ ہوتی ہے۔ ان کو بھی نیند آتی ہے۔ ان کے بھی جذبات ہوتے ہیں۔

24فروری2013ء بروز اتوار

پڑھائی کی پریشانی

جامعہ کی پڑھائی کے دوران ایسے مواقع بھی آتے تھے کہ پڑھائی ٹھیک سے کی نہیں جاتی تھی اور نمبر کچھ کم آتے تھے۔ فکر یہ رہتی تھی کہ اس سے تو حضور انور کو خوش نہیں کر سکتا۔ اس لئے حضور انور کی خدمت میں خط لکھا جس کا جواب موصول ہوا:

’’آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور آپ کو امتحان میں کامیابی عطا فرمائے۔ آپ کے اچھے نمبر اگر نہیں آتے تو کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ آپ کے پاس ہونے پر ہی خوشی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے اور ہمیشہ خوشیوں کے سامان پیدا فرماتا رہے۔ آمین۔‘‘

24جولائی2013ء بروز بدھ

مزاح

آج پھر حضور انور سے ملاقات تھی۔ حضور انور کی یہ عادت مبارکہ ہے کہ اکثر باتوں باتوں میں مذاق فرماتے ہیں۔ اگر تاریخ میں دیکھا جائے تو انبیاء اور دوسرے خلفاء کی بھی یہ عادت مبارکہ تھی جو کہ میں یہاں بیان کر دینا چاہتا ہوں۔

• حضرت محمود بن ربیعؓ نے کم سنی میں حضورؐ کے محبت بھرے مزاح کی ایک بات عمر بھر یاد رکھی۔ وہ فرماتے تھے کہ میری عمر پانچ سال تھی حضورؐ ہمارے ڈیرے پر تشریف لائے۔ آپؐ نے ہمارے کنویں سے پانی پیا اور ڈول سے پانی منہ میں لے کر اس کی ایک پچکاری میرے اوپر پھینکی تھی۔

(بخاری کتاب العلم باب مَتٰی یَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِیْرِ)

• بیان کیا مفتی محمد صادق صاحب نے کہ ایک دفعہ جب میں حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کے کمرہ کا دروازہ زور سے کھٹکا اور سید آل محمد صاحب امروہوی نے آواز دی کہ حضور میں ایک نہایت عظیم الشان فتح کی خبر لایا ہوں۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ آپ جا کر ان کی بات سن لیں کہ کیا خبر ہے۔ میں گیا اور سید آل محمد صاحب سے دریافت کیا انہوں نے کہا کہ فلاں جگہ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کا فلاں مولوی سے مباحثہ ہوا تو مولوی صاحب نے اُسے بہت سخت شکست دی۔ اور بڑا رگیدا۔ اور وہ بہت ذلیل ہوا وغیرہ وغیرہ۔ اور مولوی صاحب نے مجھے حضرت صاحب کے پاس روانہ کیا ہے کہ جا کر اس عظیم الشان فتح کی خبر دوں۔ مفتی صاحب نے بیان کیا کہ میں نے واپس آ کر حضرت صاحب کے سامنے آل محمد صاحب کے الفاظ دہرا دیئے حضرت صاحب ہنسے اور فرمایا۔ (کہ ان کے اس طرح دروازہ کھٹکھٹانے اور فتح کا اعلان کرنے سے) ’’میں سمجھا تھا کہ شاید یورپ مسلمان ہو گیا ہے‘‘۔ مفتی صاحب کہتے تھے کہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کو یورپ میں اسلام قائم ہو جانے کا کتنا خیال تھا۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل روایت نمبر 302)

• حضرت سیّدہ مریم صدیقہ چھوٹی آپاؒ نے متعدد واقعات بیان فرمائے ہیں۔ آپؒ فرماتی ہیں:

ایک دفعہ میرا اور حضور (حضرت مصلح موعودؓ) کا کھانا پکانے کا مقابلہ ہوا۔ کھانا تیار ہونے پر مَیں نے حضورؓ کو کہا کہ میری sauce آپ کی sauce سے زیادہ اچھی ہے۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ واقعی تمہاری ساس (حضرت اماں جانؓ) میری ساس سے زیادہ اچھی ہیں۔

(گلہائے محبت صفحہ 95)

• اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بھی اردو کلاس یا ملاقاتوں میں کوئی نہ کوئی لطیفہ سناتے تھے۔ ایک دفعہ جرمن ملاقات میں حضور نے ایک لطیفہ سنایا کہ ایک بچے سے اسکے باپ نے کہا کہ دیکھو! تم جب شرارتیں کرتے ہو تو میرے بال کچھ سفید ہو جاتے ہیں۔ تو تم شرارتیں کم کیا کرو۔ تو اس بچے نے کہا۔ اچھا! اب مجھے سمجھ آئی ہے کہ میرے دادا کے سارے بال کیوں سفید تھے۔

چنانچہ میری اس ملاقات میں کچھ ایسا نظارہ دیکھنے کو ملا۔ میں ابھی ملاقات کے لیے دفتر میں حاضر ہوا ہی تھا کہ یوں گفتگو کا آغاز ہوا:

حضور انور نے فرمایا: چینی جاپانی۔ جاپانی چینی ------ دیکھو میں نے تمہارے نام پر شعر بنا دیا ہے۔

حضور انور کی بہت خوبصورت عادت ہے کہ جلد ہی کسی بھی جملہ کا مصرعہ بنا دیتے ہیں۔ لیکن ایک دم سے اسے یاد رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ ’’چینی جاپانی‘‘ کا نام حضور انور نے 2007ء میں خاکسار کی پہلی جامعہ کی نشست میں جو کہ حضور انور کے ساتھ ہوئی تھی عطا فرمایا تھا۔ اس لیے کہ خاکسار کی شکل چینی جاپانیوں جیسی لگتی ہے۔ میرے ساتھ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ میں کسی پروگرام میں بیٹھا ہوتا ہوں جس پر مجھ سے آ کر پوچھا جاتا ہے کہ آپکو ترجمہ کی ضرورت ہے۔

اس ملاقات میں مَیں کچھ تصاویر ساتھ لے گیا تھا جس پر حضور انور سے دستخط کروانے تھے۔ ان میں سے ایک تصویر میرے ایک استاد مکرم حافظ اعجاز احمد کی تھی۔ خاکسار ان کو بطور تحفہ اپنی اور ان کی ایک تصویر دینا چاہتا تھا جس پر حضور انور کے دستخط بھی ہوں۔ چنانچہ جب میں نے حضور انور کو تصویر دی اور بتایا کہ یہ میں نے اعجاز صاحب کو دینی ہے تو حضور انور مسکراتے ہوئے فرمانے لگے کہ ’’ان سے 5 پونڈ لے لینا‘‘۔

دلچسپ قصے کہانیاں

ایک موقع پر مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی اور میں نے حضور انور سے پہیلی پوچھنے کی جسارت کر دی۔ کہ حضور!

دو باپ اور دو بیٹے ایک restaurant میں کھانا کھانے جاتے ہیں۔ لیکن گلاس وہاں صرف تین ہیں۔ وہ پانی کیسے پیئں گے؟ حضور انور نے فوراً اسکا جواب بتا دیا۔ یعنی اصل میں وہ تین افراد ہی ہیں۔ جیسے بکر، بکر کے ابو اور بکر کے دادا۔ بکر اپنے ابو کا بیٹا ہے اور بکر کا باپ بکر کے دادا کا بیٹا۔ اسی طرح بکر کا باپ بکر کا باپ ہوا اور بکر کا دادا بکر کے ابو کا باپ۔ اس طرح سے دو باپ اور دو بیٹے پورے ہو گئے۔

اس کے بعد حضور نے مجھ سے پہیلی ڈال دی

اور فرمانے لگے۔ مرغ چلتے چلتے رک گیا۔ چاقو پھیرا تو چل پڑا؟ (میں سوچنے لگ گیا) حضور انور: عجیب بات ہے نا؟ مرغ پر چاقو پھیرا اور وہ چل پڑا۔ (میں نے سوچا تو بہت لیکن جواب نہ آیا۔ بالآخر حضور نے خود ہی جواب دے دیا)

پنسل۔ پنسل کو sharpener سے گھڑیں تو وہ پھر سے چل پڑتی ہے۔

مینڈک، چھپکلیاں اور مچھر

ایک دن حضور انور نے مجھ سے پوچھا۔ تم کو زیادہ کیا پسند ہے؟ فیلڈ میں جانا یا پڑھنے لکھنے کا کام یا پھر دفتر؟

خاکسار نے عرض کیا کہ پڑھانے کا۔

فرمایا۔ تم پڑھا لو گے؟ تبلیغ کا تمہیں شوق نہیں؟ اس میں زیادہ بولنا پڑتا ہے۔ میرے خیال سے پڑھانے کا کام ہی ٹھیک ہے۔ تم کو جامعہ کا teacher نہ بنا دیں؟

خاکسار: جیسے آپ فرمائیں۔

فرمایا۔ لیکن ایک دفعہ تو افریقہ جانا پڑے گا۔ وہاں کیڑے مچھر وغیرہ کاٹیں گے۔

خاکسار کو 2011ء میں پہلی دفعہ پاکستان جانے کا موقع ملا۔ اس وقت بھی سخت گرمی تھی اور رمضان المبارک کا مہینہ چل رہا تھا۔ میرے لئے ایک نئی دنیا تھی اور مینڈک اور چھپکلیوں سے خوب واسطہ پڑا۔ بستر پر لیٹا ہوتا تھا کہ اچانک چھپکلیاں دیواروں پر بھاگتی نظر آتیں۔ اسی طرح شام کے وقت مینڈک بھی نکلنا شروع ہو جاتے تھے۔ پتہ نہیں کہاں سے اتنے زیادہ جمع ہو جاتے تھے۔ کئی دفعہ صحن کی طرف کا دروازہ کھلا ہوتا تھا اور وہ گھر کے اندر آ جاتے۔ بہرحال خاکسار نے حضور انور سے خطوط کے ذریعہ رابطہ جاری رکھا اور ان ساری باتوں کا ذکر کرتا رہتا۔

پاکستان سے جرمنی واپسی پر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے نیشنل اجتماع میں شرکت کی توفیق ملی جو کہ حضور انور کی تشریف آوری سے پر رونق

تھا۔ خاکسار اپنے جامعہ کے کچھ دوستوں کے ساتھ راہداری کے ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔حضور انور ادھر سے گزرنے والے تھے۔ چنانچہ جب حضور انور تشریف لائے تو دور سے سلام کرنے کی سعادت ملی۔حضور انور ابھی کچھ ہی قدم خاکسار سے آگے نکلے ہوں گے کہ ایک دم کھڑے ہو گئے۔حضور انور نے اپنا رخ خاکسار کی طرف کیا اور پاس بلانے کا اشارہ فرمایا۔ خاکسار جلدی سے حضور انور کے پاس گیا۔حضور انور نے خاکسار کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ''تم ابھی سے چھپکلیوں مینڈکوں سے ڈرنے لگ گئے ہو تو افریقہ جا کر کیا کرو گے؟''

اسی طرح خاکسار کو حضور انور سے خط بھی موصول ہوا۔

''آپ کے خط ملے۔ آپ نے لکھا ہے کہ پاکستان میں موسم بہت گرم ہے اور چھپکلیوں سے ڈر لگتا ہے۔ آپ ابھی سے ڈر گئے تو افریقہ کے جنگلوں میں کس طرح رہو گے؟ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔تمہیں ہمت عطا کرے اور اخلاص اور بہادری کے ساتھ اپنا وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔''

پھر کچھ دنوں بعد 24 ستمبر 2011ء کو جامعہ احمدیہ جرمنی کی حضور انور کے ساتھ ایک نشست تھی۔حضور انور نے فرمایا کہ ''جامعہ یوکے میں جرمنی کا ایک لڑکا پڑھ رہا ہے۔ وہ پاکستان گیا تو کہتا ہے کہ وہاں چھپکلیاں بہت تھیں۔ کمرے کی چھت پر چھپکلیاں پھر رہی تھیں۔ میں اُن کو دیکھ کر ڈرتا رہا۔ اس کے بعد جامعہ احمدیہ ربوہ کی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آجکل وہاں گرمیاں ہیں تو اس موسم میں مینڈک باہر سے آجاتے ہیں۔ اچھلتے ہوئے مسجد میں بھی آگئے ہوں گے۔ میرا خیال ہے باہر صحن میں نماز پڑھ رہا ہوگا۔ کہتا ہے کہ ایک مینڈک میرے سامنے آگیا۔ میری جان نکل رہی تھی۔ کبھی میں دائیں ہوں اور کبھی بائیں ہوں۔ نماز کی طرف توجہ کم تھی۔ مینڈک کی طرف زیادہ تھی۔حضور انور نے فرمایا کہ افریقہ میں نماز پڑھتے ہوئے، سجدہ کرنے لگو تو بچھو بھی سامنے آجاتے ہیں۔ اس لئے ہمت کرنی پڑے گی۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 نومبر 2011)

حضور انور مجھے کافی عرصہ تک یہ بات یاد کرواتے رہے۔ ایک دفعہ پرائیویٹ سیکرٹری آفس میں حضور انور کی تشریف آوری ہوئی جہاں پر خاکسار کو ہر اتوار (جامعہ میں چھٹی کے دن) خدمت کا موقع ملتا رہا۔حضور انور نے فرمایا ''میں ڈڈو بند کر کے ڈبے میں لاؤں؟'' ساتھ حضور خوب مسکرائے۔ ہاں یہی ہیں وہ پل جو میری زندگی بن گئے۔

پھر خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب جامعہ مکمل کرنے کے بعد ہماری فارغ التحصیل کلاس پاکستان کچھ ٹریننگ اور شعبہ جات کا تعارف حاصل کرنے گئی ہوئی تھی۔ ہماری رہائش تحریک جدید کے گیسٹ ہاؤس میں تھی۔ ہر روز جب سونے کے لئے لیٹ جاتا تھا اور بتی بند ہو جاتی تو بھنبھناہٹ کی آواز آنا شروع ہو جاتی تھی۔ یہ کچھ اور نہیں بلکہ پاکستان کے مچھر تھے جو کاٹ کر بھاگ جاتے تھے۔ اس لئے سونے سے پہلے میں کوشش کرتا تھا کہ کمرے میں انکا نام و نشان نہ رہے۔ بہرحال کوئی نہ کوئی رہ جاتا تھا جو کاٹنے میں دیر نہیں کرتا تھا۔ اگلے دن اس جگہ پر بہت خارش ہونے لگتی تھی۔ خاکسار نے اس کا بیان حضور انور سے ایک خط میں کیا جس پر جواب موصول ہوا۔

''آپ کا خط ملا جس میں آپ نے لکھا ہے کہ آپ کو مچھر پوری رات تنگ کرتے رہتے ہیں۔ لگتا ہے کہ ولایتی خون کا مزہ مچھروں کو بھی اچھا لگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر مشکل سے بچائے اور ہمیشہ اپنی رحمت اور فضل کے حصار میں رکھے۔ آمین۔''

15 دسمبر 2013ء

گھڑیاں

آج خاکسار کو حضور انور نے مغرب سے پہلے تقریباً 15:50 پر یاد فرمایا۔حضور شاید نماز کی تیاری فرما رہے تھے اس لیے شیروانی کے بٹن کھلے تھے اور نیلے رنگ کا سویٹر پہنا ہوا تھا۔ میں قریب جا کر کھڑا ہوگیا۔ اس دوران حضور کی نظر میری گھڑی پر پڑی۔ اور دریافت فرمایا۔ یہ ابو نے لے کر دی ہے؟

جی حضور! جب میں اولیٰ میں پڑھتا تھا۔

حضور انور: کونسی ہے؟

خاکسار: Fossil کی۔ (حضور کافی غور سے دیکھ رہے تھے۔ خاکسار نے اتار کر حضور کو دے دی۔)

پوچھا: Swiss کمپنی ہے؟

خاکسار: شاید جرمن ہے۔ نہیں پتہ نہیں۔

حضور انور: American طرز پر بنی ہوئی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب بعد میں جا کر انٹرنٹ پر چیک کیا تو Fossil واقعی ایک امریکن کمپنی ہے۔حضور انور نے بالکل ٹھیک فرمایا تھا۔ اس سے اندازہ ہوا حضور انور کو گھڑیوں کے بارے میں بھی بہت معلومات ہیں۔حضور انور کو دیکھنے سے ہی ایک گھڑی کا پتہ لگ گیا۔

سر کے بال

آج باتوں باتوں میں بالوں کے بارہ میں بات شروع ہوگئی۔ میرے دادا ابو اور والد صاحب کے سر کے بال بہت کم ہیں اور اسی طرح خاکسار کے بھی۔

حضور انور: فرماتے ہیں جس کے سر کے درمیانی حصے کے بال نہ ہوں He is a scholar۔ جس کے سر کے اگلے حصے کے بال نہ ہوں He is a good thinker۔ اور جس کے سارے بال نہ ہوں He thinks he is a good thinker۔

06 مارچ 2014ء بروز جمعرات

نماز کے لئے تکبیر

شاہد کے امتحان ختم ہوئے تو میں لندن آگیا اور ہر روز پرائیویٹ سیکرٹری آفس خدمت کے لئے حاضر ہوتا تھا۔ ہر روز حضور انور سے ملنے کی چاہت ہوتی تھی۔ چنانچہ آج حضور نے یاد فرما لیا۔

حضور انور: مولوی سعید کہوں یا مولوی مون یا مولوی چینی جاپانی؟

حضور انور: کیسے تھے امتحان؟

خاکسار: کافی مشکل تھے۔ عربی قواعد، عربی ادب اور انگریزی کا بہت مشکل تھا۔

حضور انور: چلو ''مولوی'' بن تو گئے ہو اور کیا چاہیے؟

حضور انور: اچھا تکبیر سناؤ۔ (پہلے تو شرما رہا تھا۔ پھر میں نے کہنا شروع کی)

خاکسار: اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (جب میں اشھد ان لا الہ الا اللہ پر پہنچا تو فرمایا)

تم آخری لفظ کھا لیتے ہو۔ (اس پر حضور انور نے خود تکبیر پڑھ کر سنائی۔حضور کی زبان مبارک سے تکبیر سننا بھی ایک بہت بڑی سعادت تھی)۔

حضور: اب دوبارہ کہو؟ (میں نے اس طریق پر جس پر حضور انور نے تکبیر پڑھی تھی کوشش کی لیکن کہہ نہیں پا رہا تھا)

خاکسار: میں پریکٹس کروں گا۔

تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے

ہماری پوسٹنگ کا وقت قریب آتا جا رہا تھا۔ جامعہ کا عرصۂ تعلیم مکمل ہونے کو تھا۔ پھر کچھ ٹریننگ ہوتی تھی اور اسکے بعد کسی نے کہیں اور کسی نے کہیں ہونا تھا۔ خلیفۂ وقت کی قربت میں جو وقت گزارا وہ بار بار یاد آتا تھا۔ اور دل میں یہ خیال گزرتا تھا کہ خدا جانتا ہے کہ اب کتنی دور چلے جانا ہے۔ لیکن پھر یہی تو وقف ہے!

خاکسار نے حضور انور سے حضرت مصلح موعودؓ کے دعا کرنے والے اس اقتباس کے بارے میں وضاحت کی درخواست کی۔

''تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا' تمہاری محبت رکھنے والا' تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا' تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا' تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے''

(انوار العلوم جلد 2 کتاب برکات خلافت صفحہ 158)

حضور انور نے فرمایا: ہاں مجھے بھی یاد ہے اور میں بھی دعا کرتا ہوں۔

کندھے میں چوٹ

اس ملاقات میں خاکسار نے اپنے ایک استاد کے لئے دعا کے لئے درخواست کی کہ بیڈمنٹن کھیلتے ہوئے انکا کندھے کا پٹھا کھنچ گیا ہے۔

فرمایا: ان سے کہنا Arnica اور Ruta 200 میں تین دن لیں

ہائیکنگ

حضور انور نے مجھ سے ایک بار دریافت فرمایا کہ کیا تم ہائیک پر جا رہے ہو فرانس۔ Alps پر؟

خاکسار نے ہاں میں جواب دیا

حضور انور نے فرمایا۔ میں نے ان کو کہہ دیا ہے کافی خطرناک ہے۔ ایک فیملی اسکے (پتھروں) کے نیچے آگئی تھی۔ بیوی بچے تو بچ گئے تھے لیکن آدمی نہ بچ سکا۔

خاکسار نے حضور سے کبھی Hike کرنے کا سوال کیا؟ تو

حضور انور نے فرمایا۔ نہیں میں شکار کرتا تھا۔

میرے ابا نے مجھے شکار کرنا سکھایا۔ میں نے خلیفہ ثالثؒ کے ساتھ بھی شکار کھیلا ہوا ہے۔ انکا نشانہ بہت اچھا تھا۔ اور خلیفہ رابعؒ کے ساتھ بھی۔

عربی زبان

خاکسار نے حضور انور سے سوال کرنے کی اجازت چاہی جو حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں تھا۔

اجازت ملنے پر خاکسار نے عرض کی کہ آپ کو جو ایک رات میں

40000عربی کے مادے سکھائے گئے تھے؟

حضور انور نے فرمایا 40000 مادے یا کچھ کہتے ہیں کہ 40000 الفاظ کیونکہ عربی کے اتنے مادے نہیں ہوتے۔ انکو کہا گیا تھا کہ آپ تقریریں کریں۔ لیکن آپ نے کہا مجھے تو عربی نہیں آتی۔

خاکسار نے عرض کی کہ حضور علیہ السلام کو پہلے سے عربی بھی آتی تھی؟ کیونکہ میں نے براہین احمدیہ میں پڑھ رہا تھا۔ اس میں انہوں نے عربی لکھی ہوئی ہے۔

حضور انور: ہاں۔ اس سے پہلے تھوڑی بہت لکھتے تھے۔

22 مارچ 2014ء بروز ہفتہ

سعید کیا یاد کرے گا؟

آج بھی خاکسار کچھ اور کلاس فیلوز کے ساتھ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں حاضر تھا۔ بیلجیم سے نومبایعین کا وفد بھی آیا ہوا تھا حضور انور جب ملاقات سے فارغ ہو کر واپسی اپنے دفتر تشریف لے جا رہے تھے تو سب سے پہلے برادرم لقمان باجوہ پر نظر پڑی۔ لقمان باجوہ صاحب بھی مربی ہیں اور آج کل گواڈیلوپ جو کہ سینٹرل امریکہ میں ایک جزیرہ ہے خدمت بجا لا رہے ہیں۔ چنانچہ حضور انور لقمان کی طرف متوجہ ہوئے۔

لقمان پاس ہو گئے تھے؟

لقمان: جی حضور۔ پھر حضور نے میری طرف شفقت نظر فرمائی اور پوچھا۔

ان سب کو مٹھائی کھلائی ہے پاس ہونے کی؟

نہیں حضور! ابھی کھلائی ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ چلو! میں تمہیں چاکلیٹ دیتا ہوں۔ ان سب کو اور دوستوں کو کھلا دینا۔ (آج بھی مجھے جب اتنے سالوں کے بعد یہ تحریر لکھنی کی توفیق مل رہی ہے وہ مسکراہٹ اور خوشی جو حضور انور کے چہرہ مبارک پر میرے پاس ہونے کی تھی یاد ہے۔)

حضور انور خاکسار کو اپنے ساتھ دفتر میں لے گئے۔ تب حضور انور نے دو پیکٹ چاکلیٹ کے الماری سے نکال کر دیئے اور میری طرف شفقت کی نظر فرمائی۔

خاکسار نے حضور کا شکریہ ادا کیا۔

حضور انور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ عربی میں تمہارے کم نمبر آئے تھے۔ قواعد تھا یا دوسرا؟

خاکسار نے عرض کی کہ ادب تھا۔ (جامعہ کے شاہد کے امتحانات میں دو طرح کے عربی کے امتحان دینے ہوتے ہیں۔ ایک قواعد کا اور دوسرا ادب کا۔)

حضور انور: قواعد میں تو چار یا پانچ فیل ہوئے تھے۔

خاکسار: میرے 63 آگئے تھے۔

حضور انور: اس کا مطلب ہے اچھا رٹا مار لیتے ہو؟

تمہارے تین چار نمبر رہتے تھے۔ میں نے سوچا پاس کر دیتا ہوں۔ سعید کیا یاد کرے گا۔

05 اپریل 2014 بروز ہفتہ

اپریل کی چھٹیاں

ہماری جامعہ کی آخری کلاس میں آخری چھٹیاں آج سے شروع تھیں۔

میری بہت خواہش تھی کہ حضور انور سے جانے سے پہلے ایک دفعہ ملوں۔ میں نے خط میں حضور انور سے اس کا اظہار بھی کیا تھا۔ خیر آج شام کو میری جرمنی کے لئے فلائٹ تھی۔ میں جامعہ کی وین میں تھا اور ائیرپورٹ کی طرف روانہ تھا۔ رستہ میں وین مسجد فضل رکنی تھی کیوں کہ کچھ لڑکوں نے ادھر اترنا تھا۔ چنانچہ رستہ میں فون کے ذریعہ مجھے پیغام ملا کہ حضور انور خاکسار کو یاد فرما رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ لگتا ہے سعید! اپنی بیگم سے زیادہ اداس ہو جاتا ہے۔ اب اس وقت تو ذہن میں کافی سوال اٹھنے لگے کہ اگر میں مسجد فضل رک گیا تو وین تو نکل جائے گی اور میں ائیرپورٹ کیسے پہنچوں گا؟ یا ہو سکتا ہے کہ میری فلائٹ ہی نکل جائے۔ لیکن میرے خلیفہ نے مجھے یاد فرمایا تھا۔ میں ایسے نہیں جا سکتا تھا۔ اس لئے میں اللہ پر توکل کرتے ہوئے مسجد فضل اتر گیا۔ ائیرپورٹ جانے کے لئے میں نے اپنے ماموں سے درخواست کی کہ انتظام کر دیں۔ انہوں نے ٹیکسی کا انتظام کر دیا۔ پی ایس آفس حاضر ہو گیا۔ ابھی حضور انور دفتر تشریف نہیں لائے تھے۔ جیسے ہی حضور انور کی تشریف آوری ہوئی مکرم منیر احمد جاوید صاحب نے مجھے اندر بھیج دیا۔

حضور انور: تم جا رہے ہو؟

خاکسار: جی آج۔

حضور انور: ابھی چھٹی ہوئی ہے جلدی سے جا بھی رہے ہو۔ میں نے کل بلایا تھا۔ کہتے ہیں تم تھے نہیں۔ اس سے ایک دن پہلے تم مجھے نماز پر نظر آئے تھے۔

حضور انور: کب جانا ہے؟

خاکسار: 7:45 پر فلائٹ ہے۔

حضور انور: اچھا لیٹ نہیں ہو جاؤ گے؟

خاکسار: نہیں گاڑی پر جانا ہے۔

حضور انور: گاڑی ہے۔ ہیلی کاپٹر تو نہیں ہے۔ لگتا ہے تم امی ابا سے اداس ہو جاتے ہو۔ بیگم سے بھی۔

خاکسار: نہیں حضور۔ میں آپ سے اداس ہو جاتا ہوں۔ (حضور مسکرانے لگے)۔

حضور انور: پاکستان سے لڑکے آگئے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟

خاکسار: آپ نے ان کو باہر سے کھانا منع فرما دیا تھا۔ حضور مسکرانے لگے۔ (ہر سال جامعات کے نظام کا تعارف حاصل کرنے کے لئے جامعہ کے طلباء کو حضور انور پاکستان بھجوا دیتے ہیں۔ اس سال بھی جامعہ یوکے کا دوسرا بیچ گیا تھا۔ ایک لڑکے نے باہر سے کھانا کھا لیا جس کی وجہ سے کافی بیمار ہو گیا تھا۔ اس پر حضور انور نے طلبہ جامعہ یوکے اور کینیڈا کو پاکستان میں باہر سے کچھ کھانا منع فرما دیا تھا)

حضور انور نے فرمایا کہ تمہارا تو میں باربی کیو کروا دوں گا۔

17 اپریل 2014ء بروز جمعرات

ہائیکنگ

ہائیکنگ سے واپس آ کر حضور انور سے ملاقات کا شرف ملا۔

حضور انور: ہائیک پر گئے تھے؟ (خاکسار کو جامعہ کے طلباء کے ساتھ فرانس کے الپس میں ہائیکنگ پر جانے کا موقع ملا تھا)

خاکسار: جی حضور۔

حضور انور: 75 کلو میٹر چلے تھے؟

خاکسار: 75 میل، حضور۔

حضور: اچھا وزن کم ہوا؟

خاکسار: جی حضور 3 یا 4 کلو۔

اس کا ذکر خاکسار نے حضور انور سے خط میں بھی کیا تھا۔ چنانچہ حضور کا خط موصول ہوا کہ

’’آپ کا ہائیکنگ کے حوالہ سے خط ملا۔ آپ نے ماشاء اللہ بڑی ہمت کا مظاہرہ کیا ہے۔ مربی کو اتنا ہی باہمت ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو آئندہ بھی اپنے ہر نیک عزم میں استقلال عطا فرمائے اور اخلاص و وفا میں بڑھاتا رہے۔ آمین‘‘

نیند کی مشکل

اکثر دیکھا ہے کہ حضور انور کو ہماری بعض ایسی چیزوں کا بھی خیال ہوتا ہے جس کے بارہ میں ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا حضور انور سے ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن حضور انور اتنی باریکی سے محبت فرماتے ہیں کہ بعض اوقات ایسے چیزوں کے بارہ میں پوچھ لیتے ہیں۔

حضور انور: نیند ٹھیک آتی ہے؟

خاکسار: نہیں۔ رات کو کوئی دفعہ اٹھ جاتا ہوں۔

حضور انور: پھر نفل وغیرہ پڑھتے تھے۔

خاکسار: جی حضور پڑھتا ہوں۔

حضور انور: استغفار کیا کرو اور لاحول پڑھا کرو۔

اور حضور نے ایک ہومیوپیتھک دوائی لکھ کر دی جس کا نام Passiflora ہے۔ اس کے ساتھ یہ ہدایت دی کہ سونے سے پہلے پانی میں دس قطرے ڈال کر پیا کروں۔ خاکسار اپنے ذاتی تجربہ سے یہ بتا سکتا ہے کہ یہ دوائی ہر اس شخص کو مدد دے سکتی ہے جس کو رات کو نیند نہیں آتی۔

29 اپریل 2014ء بروز منگل

ہائیکنگ کی تصاویر

میں نے ہائیکنگ کی کچھ تصاویر حضور کو دکھائی تھیں۔ اس لئے میں فیصل محمود خان (آج کل ایم ٹی اے ٹرانسلیشن میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں) کا آئی پیڈ ساتھ لے کر گیا۔

حضور انور نے جاتے ہی مجھے یوں مخاطب ہو کر فرمایا۔ سعید چینی! بیٹھ جاؤ۔ نیز آئی پیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ خاکسار نے عرض کی کہ ہائیکنگ کی تصویریں حضور کو دکھانی تھی۔

حضور انور: اچھا یہ تم نے اتنا مہنگا لیا ہوا ہے۔فضول خرچی کی ہے۔

خاکسار: میرا نہیں ہے۔

حضور انور: کس کا ہے؟

خاکسار: فیصل خان کا۔

حضور انور: ایاز (محمود خان) کا بھائی؟

خاکسار: جی۔

حضور انور: اچھا چلو دکھاؤ؟ (خاکسار نے آئی پیڈ پیش کرنے کے لیے حضور کی طرف بڑھایا)

حضور انور: ادھر آ کر دکھاؤ۔ (خاکسار جلدی سے حضور انور کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور آئی پیڈ پر تصاویر دکھانے لگا۔حضور اپنے دست مبارک سے تصاویر آگے کرتے رہے۔)

خاکسار: یہ Mont Blanc کی ہے۔ (کرتے ہوئے)

حضور انور: یہ تم انگڑائی لے رہے ہو؟

خاکسار: جی حضور۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کئی دفعہ حضور انور کو کچھ تصاویر دکھانے کا موقع ملا ہے۔حضور ہمیشہ پوری توجہ اور شوق سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ تصاویر کے بارہ میں اکثر سوالات بھی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ تقریباً ہر تصویر کے بارہ میں کوئی نہ کوئی تبصرہ بھی فرماتے ہیں۔

(باقی کل اِنْ شَآءَ اللّٰہ)

سانحہ ارتحال

مکرم ناصر احمد طاہر (مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ) تحریر کرتے ہیں:

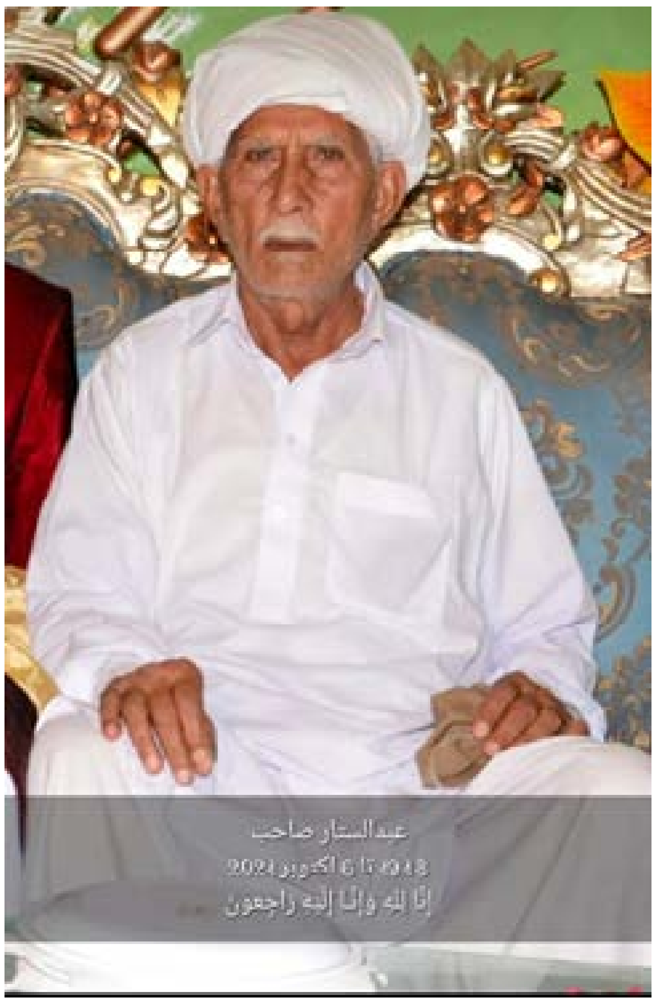

خاکسار کے والدِ مکرم عبدالستار ولد عبدالرحیم صاحب مؤرخہ 6اکتوبر2021ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔آپ 18مارچ 1943ء کو بٹالہ کے قریب گاؤں تلونڈی جھنگلاں ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔2007ء میں موسیٰ والا ضلع سیالکوٹ سے ہجرت کر کے مرکز میں رہائش پذیر ہوئے۔وفات کے وقت کینسر کے موذی مرض میں مبتلا تھے۔مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند تھے۔نماز کے لئے گھر سے آدھا پون گھنٹہ پہلے ہی مسجد پہنچ جایا کرتے تھے۔بہت ملنسار اور مہمان نواز تھے۔حلقہ احباب کافی وسیع تھا۔بہادر اور نڈر انسان تھے۔1976ء میں اپنے والد کی شہادت کے بعد کچھ عرصہ اسیر راہ مولیٰ ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا تھا۔

خاندان میں احمدیت کا نفوذ

خاکسار کی پردادی حاکم بی بی صاحبہ سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئیں۔حاکم بی بی صاحبہ موصیہ تھیں اور پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھیں۔خاکسار کے دادا عبدالرحیم صاحب کو 1976ء میں موسیٰ والا ضلع سیالکوٹ میں عید کے روز عید گاہ میں شہید کیا گیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 25جون 1999ء کے خطبہ جمعہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''چودھری عبدالرحیم صاحب شہید اور چودھری محمد صدیق صاحب شہید۔(تاریخ شہادت 26ستمبر 1976ء) چودھری عبدالرحیم صاحب 1910ء میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد صاحب کا نام چودھری شاہ نواز صاحب اور والدہ کا نام حاکم بی بی صاحبہ تھا۔شہید مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔شہادت کے وقت آپ کی عمر تقریباً ساٹھ سال تھی۔آپ کا گاؤں تلونڈی جھنگلاں قادیان سے چارمیل کے فاصلہ پر تھا۔1947ء میں ہجرت کر کے اپنے خاندان سمیت کھرولیاں تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں رہائش اختیار کی۔چارسال کے بعد فیصل آباد میں سسرال کے ہاں چند سال گزارے۔ پھر 1961ء میں موسیٰ والا چلے آئے کیونکہ آپ کی زمین کی الاٹمنٹ موسیٰ والا میں ہوئی تھی۔

واقعہ شہادت

مسجد احمدیہ جو کہ 1974ء سے پہلے کی بنی ہوئی تھی۔اس میں احمدی اور غیر احمدی دونوں نماز پڑھتے تھے۔بعد میں ایک اور مسجد تیار کی گئی جو کہ غیر احمدیوں نے گاؤں میں ہی واقع اپنی زمین پر تعمیر کروائی۔فریقین نے اس میں حصہ ڈالا اور احمدی اور غیر احمدی دونوں اپنی اپنی نماز علیحدہ پڑھنے لگے۔گاؤں کے چند شرپسندوں اور ڈسکہ شہر سے مولویوں نے آکر شرارتیں شروع کر دیں۔اندر ہی اندر انہوں نے شرارت کا منصوبہ بنایا۔مسجد کے اردگرد آباد مقامی لوگ ایک برادری کے تھے اور آپس میں باہم رشتہ دار تھے جس کی وجہ سے ان کا یہ منصوبہ ظاہر نہ ہوسکا۔اس طرح 30رمضان کی رات آئی اور فیصلہ کے مطابق کہ نماز اسی عید گاہ میں پڑھنی ہے جہاں پر غیر احمدی بھی پڑھتے تھے۔صبح کی نماز کے بعد چودھری عبدالرحیم صاحب نے اپنے دو بیٹوں کو کہا کہ صفیں وغیرہ عید گاہ لے جائیں اور ساتھ ہی خود بھی تیار ہو گئے۔شرپسندوں نے منصوبہ کے مطابق ان کے لڑکوں پر حملہ کر دیا۔چودھری عبدالرحیم صاحب اور ان کے بھائی محمد صدیق صاحب جب عید گاہ میں داخل ہوئے تو چند افراد نے ان دونوں پر بھی کلہاڑیوں اور ڈنڈوں کے ذریعہ اچانک حملہ کر دیا جب کہ یہ دونوں خالی ہاتھ تھے۔چودھری عبدالرحیم صاحب زخموں کی تاب نہ لا کر ایک گھنٹہ کے بعد خالق حقیقی سے جاملے اور چند گھنٹے بعد چودھری محمد صدیق صاحب نے بھی دم توڑ دیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

چودھری عبدالرحیم صاحب جماعت احمدیہ موسیٰ والا میں پہلے شہادت پانے والے خوش نصیب ہیں۔

(خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 166-167)

مرحوم نے پسماندگان میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔خدا تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے،آمین۔

(ادارہ الفضل کی جانب سے تعزیت قبول کریں)

انصر رضا۔ واقفِ زندگی، نمائندہ الفضل آن لائن کینیڈا

پروگرام خلافت کی برکات

حالیہ دنوں میں سوشل میڈیا پر خلافت احمدیہ کے خلاف اٹھائے گئے فتنے نے جہاں محبان خلافت کے دلوں میں تشویش پیدا کردی وہاں چند نوجوانوں اور کچھ ناپختہ اذہان میں سوالات اورشکوک وشبہات بھی پیدا کردیئے۔قارئین الفضل جانتے ہیں کہ انگریزی اور فرنچ کینیڈا کی دو سرکاری زبانیں ہیں ۔ لہذا اس مذموم فتنے کے بداثرات کو زائل کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کینیڈا نے گزشتہ دنوں انگریزی اورفرنچ کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں بھی ایک ملک گیر webinar کاانعقاد کیا جس کی صدارت امیر جماعت احمدیہ کینیڈا مکرم لال خان ملک صاحب نے کی۔مکرم امیر صاحب کے ساتھ انگریزی اور فرنچ پروگرام میں مکرم عبدالرشید انور مشنری انچارج کینیڈا، مکرم نبیل مرزا مربی سلسلہ، اور اردو پروگرام میں نائب امیر کینیڈا مکرم ہادی علی چوہدری اسٹوڈیو میں موجود تھے جبکہ برطانیہ سے مکرم آصف باسط انگریزی پروگرام میں اور مکرم عبدالغنی جہانگیر اردو پروگرام میں شامل ہوئے۔انگریزی زبان کے پروگرام کے میزبان مکرم صفوان چوہدری تھے، فرنچ پروگرام کے میزبان مکرم ساجد مُسلن اور اردو پروگرام کے میزبان مکرم صفی راجپوت تھے۔ان تمام پروگراموں میں جہاں شرکاء پروگرام کی طرف سے خلافت کی اہمیت اور اس کا مقام اجاگر کیا گیا وہاں ملک بھر سے احبابِ جماعت کی طرف سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات بھی دیئے گئے۔خاص طور پر مکرم آصف باسط نے نہایت جوش وجذبہ اور پُریقین طریق پر نہ صرف خلافت کی اہمیت کو بیان فرمایا بلکہ کچھ واقعات بھی بتاکر مقامِ خلافت کو مزید اجاگر کیا۔ ان تقاریر کے علاوہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیؒح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور سیّدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیؒح الخامس ایدّہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ویڈیو کلپس دکھائے گئے جن میں خلفاء کی زبانِ مبارک سے خلافت کے مقام کو اجاگر کیا گیا ہے۔بفضلہٖ تعالیٰ اس پروگرام کو کینیڈا بھر میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی اور کثیر تعداد میں احبابِ جماعت نے اپنے اہلخانہ سمیت اس پروگرام کو دیکھا۔ الحمدللہ!

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرم رفیع رضا قریشی لکھتے ہیں:

آپ کی جانب سے باقاعدگی سے اس پرچہ کا ملنا ہی تسکین کا موجب ہوتا ہے۔ اس بابرکت روزنامہ الفضل سے میرا رشتہ بہت پرانا ہے۔شام 4 بجے کے قریب اخبار کا ملنا اور باری باری سب کا مطالعہ کرنا روز کا معمول تھا۔گو اخبار کے ابتدائی دور میں گول بازار، منڈی کی دوکانوں پر بھی پڑھنے کو مل جایا کرتا تھا۔پھر روزگار کے سلسلہ مجھے دوسرے شہر منتقل ہونا پڑا تو کچھ عرصہ تعطل کے بعد محترم حافظ صدیق احمد کے توسط سے روزنامہ الفضل دوبارہ لگوالیا۔اکثر اپنے دفتر بھی لے جاتا جہاں غیر از جماعت دوست احباب بھی استفادہ کرتے۔

ایک طالب علم کی حیثیت سے الفضل سے بہت سی باتیں سمجھنے اور حقیقی اسلام احمدیت کی تعلیم کو پڑھنے کا موقع ملتا رہا۔اللہ تعالی کا بے حد شکر اور احسان ہے۔آج آن لائن ہونے کی بدولت یہ اخبار پڑھنے اور عمل کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ دعا ہے کہ یہ اخبار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد عالیہ کو پورا کرنے میں معاون ہو اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی قیادت اور رہنمائی میں یہ اخبار ہر احمدی اور بنی نوع انسانوں کے لئے مشعل راہ بنتا چلا جائے۔آمین۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔آمین

- مکرم ابن ایف آر بسمل لکھتے ہیں:

روزنامہ الفضل میں مکرم منور علی شاہد (جرمنی) کے مضامین دیکھ کر لاہور کی پرانی یادیں ابھر کر سامنے آگئیں ۔ جب ہم 1962ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی میں داخل ہوئے تو چوہدری اسد اللہ خان صاحب (امیر جماعت لاہور) تھے۔جمعہ ہم دارالذکر میں پڑھتے تھے ان کے خطبات ایسے پرزور ہوتے تھے کہ خود بھی رو پڑتے اور سامعین کو بھی رلا دیتے تھے۔مربی شیخ عبد القادر صاحب سابق سوداگرمل تھے جو دہلی گیٹ والی مسجد میں جمعہ پڑھاتے تھے۔شروع میں قائد (خدام الاحمدیہ) حضرت اللہ پاشا صاحب تھے ان کو جب فریکچر ہوا تو خدام ان کے پاس میو ہسپتال میں ڈیوٹی دیتے تھے۔ اللہ کے فضل سے مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہوئی۔ وہ جلد ہی ٹرانسفر ہوگئے اور شیخ ریاض محمود صاحب قائد بنے۔ وہ اکثر ہمارے ہوسٹل میں بھی آتے تھے۔جہاں باقاعدہ زعامت قائم تھی۔روح رواں تو ملک لال خان صاحب (کینیڈا) تھے۔

1966ء کی پہلی سہ ماہی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ لاہور تشریف لائے اور امیر صاحب اور قائد صاحب کی موجودگی میں ایمبیسیڈر ہوٹل کے سامنے پام ویو میں حضورؒ سے کھڑے کھڑے ملاقات بھی ہوئی۔ مجھے لکنت کی شکایت تھی۔میرے عرض کرنے پر فرمایا ’’تقریریں کیا کرو‘‘اور شیخ صاحب کو ارشاد فرمایا کہ ان سے تقریریں کروایا کریں۔ 30 ستمبر 1966ء کو حضورؒ نے دارالذکر میں جمعہ پڑھایا اور ہمارے کلاس فیلو ملک طاہر احمد صاحب کے اول آنے کے انعام کے طور پر ان کا نکاح بھی پڑھا۔لاہور تعلیم کے دوران میں اور تو کوئی خاص نیکی کا کام تو نہ کرسکا البتہ وصیت کے نظام میں شامل ہونے کی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق دی۔ گریجویشن کے بعد میں سروس میں رولنگ سٹون بنا رہا Rolling Stone gathers no moss کا مصداق۔تاہم جب لاہور کا صد سالہ جوبلی سوونیئر تیار ہورہا تھا تو اتفاق سے ان دنوں میری پوسٹنگ لاہور میں تھی۔مبشر احمد دہلوی صاحب صدر سوونیئر کمیٹی نے مجھے بھی شامل کرلیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے لاہور کے دورہ جات کا assignment مجھے دیا۔ جو سوونیئر کے صفحات 45 تا 49 پر شائع ہوا۔ writers کی تصاویر صفحہ 75 کے سامنے والے صفحہ پر دیں۔ لاہور میں حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی چند تقاریر اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی ایک تقریر سننے کا بھی اتفاق ہوا۔ہماری یونیورسٹی کی الوداعی تقریب میں مہمان خصوصی ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب تھے۔ایک بار لاہور میں پوسٹنگ کے دوران (صدر حلقہ گلبرگ) راجہ غالب احمد صاحب کی عاملہ میں کام کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح خاکسار (قائد مجلس خدام الاحمدیہ) انجینئر مسعود اقبال صاحب کا نائب قائد مرکز کی طرف سے نامزد ہوا۔قائد ضلع شیخ مظفر احمد صاحب تھے۔ اس وقت صدر مجلس مکرم محمود احمد صاحب (بنگالی) تھے انہوں نے ہی نامزد کیا تھا۔

1989ء میں جب میں راجہ غالب احمد صاحب کی عاملہ میں تھا تو میرا یکدم لاہور سے باہر ٹرانسفر ہوگیا۔ طبعاً پریشانی تو ہوئی لیکن انہوں نے فرمایا۔ کسی کو کہہ کر ٹرانسفر کو رکوایا جا سکتا ہے۔لیکن میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ چلے جائیں چھوٹے اضلاع میں شاید زیادہ ضرورت ہے وہاں آپ کو جماعتی خدمت کا زیادہ موقع ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (الحمد للہ علیٰ ذالک)

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے تحت 2003ء میں انتخاب خلافت کمیٹی تک تو پہنچا دیا تھا۔ دعا کریں خاتمہ بھی بالخیر ہو۔ آمین۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

خلیفہ خدا تعالیٰ بنایا کرتا ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیغام محررہ 25 جولائی 1956ء میں فرمایا:

’’خلیفہ خدا تعالیٰ بنایا کرتا ہے۔ اگر ساری دنیا مل کر خلافت کو توڑنا چاہے اور کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہے جس پر خدا راضی نہیں تو ...... اس سے نوح کے بیٹوں کا سلوک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے سارے خاندان کو اس طرح پیس ڈالے گا جس طرح چکی میں دانے پیس ڈالے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے نوح جیسے نبی کی اولاد کی پرواہ نہیں کی ۔۔۔۔ ایک شخص نے مجھ پر چاقو سے حملہ کیا تھا مگر اس وقت بھی خدا نے مجھے بچالیا۔ پھر جماعت کی خدمت کرتے کرتے مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور یورپ کے سب ڈاکٹروں نے یک زبان کہا کہ آپ کا اس طرح جلدی سے اچھا ہونا معجزہ تھا۔ پھر فرمایا تیری نسل بہت ہوگی۔ پھر فرمایا اور میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا..... ابھی تم آزاد ہو۔ چاہو تو لاکھوں کی تعداد میں مرتد ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ مٹی کے دبے ہوئے مسیح موعودؑ کی پھر بھی مدد کرے گا۔ اور ان لوگوں کو جو آپؑ کے خادموں کی طرف منسوب ہو کر آپؑ کے مشن کو تباہ کرنا چاہتے ہیں ذلیل و خوار کرے گا۔ تمہارا اختیار ہے خواہ مسیح موعودؑ اور ان کی وحی کو قبول کرو یا مرتد اور منافقوں کو قبول کرو۔ میں اس اختیار کو تم سے نہیں چھین سکتا مگر خدا کی تلوار کو بھی اس کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا‘‘

فتنوں سے بچنے کا طریق

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تمہاری جماعت میں بھی ایسے فتنے ہوں گے جن کا علاج یہی ہے کہ تم بار بار قادیان آؤ اور صحیح صحیح حالات سے واقفیت پیدا کرو۔ میں نہیں جانتا کہ یہ فتنے کس زمانہ میں ہونگے ضرور لیکن اگر تم قادیان آؤ گے اور بار بار آؤ گے تو ان فتنوں کے دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ پس تم اس بات کو خوب یاد رکھو اور اپنی نسلوں در نسلوں کو یاد کراؤ تا کہ اس زمانہ میں کامیاب ہو جاؤ۔ صحابہؓ کی دردناک تاریخ سے فائدہ اٹھاؤ اور فساد پھیلانے والوں پر کبھی حسنِ ظن نہ کرنا۔ اور ان کی کسی بات پر تحقیق کئے بغیر اعتبار نہ کر لینا۔

تم اس بات کے ذمہ دار ہو کہ شریر اور فتنہ انگیز لوگوں کو کرید کرید کر نکالو اور ان کی شرارتوں کے روکنے کا انتظام کرو۔۔۔ پہلے خلیفوں کی خلافتیں اس طرح تباہ ہوئی تھیں۔ پس تم میری نصیحتوں کو یاد رکھو۔۔۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے پیشروؤں سے نصیحت پکڑو۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں لوگوں پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ پہلی جماعتیں جو ہلاک ہوئی ہیں تم ان سے کیوں سبق نہیں لیتے۔ تم بھی گزشتہ واقعات سے خبر لو‘‘

(انوار العلوم جلد 03 صفحہ 202-203)

خلافت کا قلعہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’جس خلافت کے گرد خدا کی مدد اور اس کی نصرت پہرہ دے رہی ہے اس خلافت کے قلعے پر تمہاری لات اگر پڑے گی تو تمہاری ہڈیاں بھی اس طرح چور چور ہو جائیں گی ان کے ذرے ذرے بھی دنیا کو نظر نہیں آئیں گے‘‘

(خطبہ جمعہ 10 مارچ 1972ء)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

مناسب حال عمل

بدلتا وقت اپنے دور کے نئے تقاضے لاتا ہے جو کئی دفعہ مروج غیر ضروری عادات و روایات کو یکسر بدل دیتا ہے۔ جو کل تھا وہ آج نہیں اور جو آج ہے وہ کل نہ ہوگا۔ وہ لوگ جو صرف ماضی کے دور میں جیتے ہیں اور وہ کئی دفعہ غیر ضروری انہونی امیدیں اپنے بچوں سے لگاتے ہوئے چاہتے ہیں کہ ہماری اگلی نسلیں بھی ماضی کے دور میں زندگی گزاریں۔ اور بصورت دیگر انہیں مایوسی اور ناامیدی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ماضی کے خوش گوار تجربات کی روشنی میں اچھے مستقبل کی امید کرتے ہوئے حال میں جینا اور متوازن و مناسب حال عمل کرنا ہی اصل میں افضل عمل ہے۔ نئے دور کے مناسب تقاضوں کے ساتھ دین اسلام کی آفاقی تعلیم کے مطابق بھی اپنی اقدار و روایات کو لے کر چلا جا سکتا ہے بس دیر صرف مناسب حال عمل کی ہوتی ہے۔

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

فقہی کارنر

مہر کی مقدار

مہر کے متعلق ایک شخص نے پوچھا کہ اس کی تعداد کس قدر ہونی چاہئے؟ فرمایا

تراضی طرفین سے جو ہو اس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اس سے مراد اس وقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوا کرتی ہے ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اور ہوتی ہے اور محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپے کا مہر ہوتا ہے صرف ڈراوے کے لئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں نہ عورت والوں کی نیت لینے کی ہوتی ہے اور نہ خاوند کی دینے کی۔ میرا مذہب یہ ہے کہ جب ایسی صورت میں تنازعہ آپڑے تو جب تک اس کی نیت یہ ثابت نہ ہو کہ ہاں رضا و رغبت سے وہ اسی قدر مہر پر آمادہ تھا جس قدر کہ مقرر شدہ ہے تب تک مقرر شدہ نہ دلایا جاوے اور اس کی حیثیت اور رواج وغیرہ کو مدنظر رکھ کر پھر فیصلہ کیا جاوے کیونکہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون۔

(بدر 8 مئی 1903ء صفحہ 123)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

طلوع و غروب آفتاب

15فروری2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	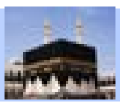	05:34	18:18
مدینہ منورہ	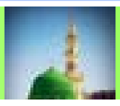	05:37	18:16
قادیان	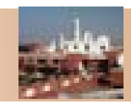	05:49	18:15
ربوہ		05:29	17:55
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:47	17:18